REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPER FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

POSTEL REGISTRATION NO P/GDP — 3

جلد ۳۷ — شمارہ ۵

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۶۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY "BADR" QADIAN - 143516.

۱۵ جمادی الثانی ۱۴۰۸ ہجری | ۴ تبلیغ ۱۳۶۷ ہش | ۴ فروری ۱۹۸۸ ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

روح پرور مجلسِ علم و عرفان

منعقدہ ۲۶ تبوک (ستمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء بمقام مانٹریال (کینیڈا)

(مرتبہ محترمہ ثریا غازی صاحبہ لندن)

سوال:- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بعض تحریروں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ احمدیت ہمیشہ کے لئے رہے گی لیکن دوسری طرف آپ ایک ہزار سال کے بعد قیامت آنے کی پیشگوئی فرماتے ہیں۔ اس سے کیا مراد ہے؟

جواب:- حضور اقدس نے فرمایا:-

قانونِ قدرت کے تحت اس دنیا کی کوئی چیز بھی، خواہ اس کا تعلق روحانی دنیا سے ہو یا مادی دنیا سے، اپنے منتہائے عروج پر پہنچنے کے بعد اس بلندی کو ہمیشہ ہمیش کے لئے برقرار نہیں رکھ سکتی۔ ہر عروج کے لئے زوال لازمی ہے۔ کوئی قوم بھی، خواہ وہ تقویٰ کے کتنے ہی اعلیٰ مقام پر کیوں نہ ہو، اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ اور آہستہ آہستہ اس پر ایک موت وارد ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی وہ تقدیر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان نبی سے نہیں رُکی اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کس طرح روک سکتے ہیں؟ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم نبی تھے اور انہوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی حاصل کیا۔ وہ اپنے آقا سے بڑا معجزہ کس طرح دکھا سکتے ہیں۔ لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے یہ نتیجہ نکالنا کہ احمدیت ہمیشہ کے لئے اپنے ایمان اور تقویٰ کے معیار کو برقرار رکھ سکے گی۔ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ فرمایا:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان اور آپ کی تحریرات کو مندرجہ بالا مروّجہ قانونِ قدرت کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ یہ قانون قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطابق اٹل ہے جس کو بدلنا ہرگز ممکن نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی بھی تحریر قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے خلاف نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ہمیں ایسا نتیجہ نکالنا چاہیئے جو براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی سے ٹکراتا ہو جو آپؐ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پہلے اسلام میں خلافت ہوگی، پھر خلافت ختم ہوکر بدنظمی اور انتشار کی کیفیت پیدا ہو جائے گی تب ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ مجدد بھجوائے گا۔ پھر مسیح موعود اور امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے پھر خلافت علیٰ منہاج نبوّت ہوگی اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک امن اور سلامتی کی خوشگوار ہوا چلنی شروع ہو جائے گی۔ احمدیت کو غلبہ حاصل ہوتا جائے گا حتیٰ کہ تمام دنیا میں احمدیت کی معرفت امن اور تقویٰ کا دور دورہ ہوگا۔ اس کے بعد بتدریج گندی ہوائیں چلنا شروع ہو جائیں گی اور آہستہ آہستہ دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گی۔ حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا کہ دنیا روحانی لحاظ سے بالکل مردہ ہو جائے گی اور سطح زمین سے تقویٰ اور نیکی کا نام و نشان بالکل مٹ جائے گا۔ تب اشرار الناس پر قیامت آجائے گی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس واضح پیشگوئی کی موجودگی میں ہم کس طرح یہ سوچ سکتے ہیں کہ احمدیت پر کبھی زوال نہیں آئے گا؟

علاوہ ازیں، اللہ تعالیٰ کا ایک قانون اور بھی ہے کہ جب کوئی قوم بدلنا شروع ہو جاتی ہے تو (باقی صفحہ ۱۱ پر)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳۱ صلح (جنوری) — جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا جا چکا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں جماعت ہائے احمدیہ مغربی افریقہ کا تبلیغی اور تربیتی دورہ فرما رہے ہیں۔ مولا کریم اپنے فضل سے ہمارے محبوب آقا کی ہر گام پر خصوصی تائید و نصرت فرمائے اور اس سفر کو ہر جہت سے کامیاب اور بابرکت کرے آمین

● — آمدہ اطلاعات کے مطابق محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ ربوہ سے مورخہ ۶-۲-۸۸ کو واپس قادیان پہنچ رہے ہیں۔

● — مورخہ ۲۹-۱-۸۸ کو محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ کی بائیں آنکھ کا بٹالہ میں آپریشن ہو چکا ہے جس کی کامیابی کے لئے قارئین سے درخواست دعا ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب کا انتقالِ پُرملال

نظارت خدمت درویشاں کی طرف سے بذریعہ ٹیلیگرام یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب، مورخہ ۲۸-۱-۸۸ کو بعمر قریباً ۷۳ سال ربوہ میں وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۃ

محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت مورخہ ۱۵-۱-۳ کو قادیان میں ہوئی۔ یہاں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ نے لاہور میں گریجویشن کیا۔ آپ کی شادی محترمہ صاحبزادی امۃ العزیز صاحبہ بنت سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ہوئی جن کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹیاں عطا فرمائیں محترم مرحوم اپنے ذاتی کاروبار کے ساتھ ساتھ ہمیشہ سلسلہ کی آنریری خدمات میں پیش پیش رہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَثْوٰیہُ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْن۔

اس اندوہناک سانحہ پر ادارہ بدر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ، محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم کی بیگم محترمہ صاحبزادی امۃ العزیز صاحبہ، برادران محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب، محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب، ہمشیرگان محترمہ صاحبزادی امۃ الحمید صاحبہ بیگم محترم نواب محمد احمد خان صاحب مرحوم، محترمہ صاحبزادی امۃ المجید صاحبہ بیگم محترم بریگیڈیئر وقیع الزمان خان صاحب اور محترمہ صاحبزادی امۃ اللطیف صاحبہ بیگم محترم سید محمد احمد صاحب ونگ کمانڈر، تینوں بیٹیوں اور جملہ افراد خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود سے (باقی صفحہ ۸ پر)

میرزا احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

خطبہ جمعہ

وقفِ جدید کا ہندوستان کے رُوحانی مستقبل کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے

اس لئے ساری دُنیا کی جماعتیں اس میں حصہ لیں اور اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ اس میں شامل کریں

چندہ دینے والے کا سب سے بڑا اجر اس دنیا میں یہ ہے کہ وہ خدا کے قریب ہو جاتا ہے!!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۵ رفتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل ـ لندن

محترم عبدالحمید صاحب غازی ۱۹ گریسن ہال روڈ لندن کا مرتب کردہ یہ بصیرت افروز خطبۂ جمعہ ادارہ بدر کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا:

۱۹۸۷ء کا سال قریب الاختتام ہے۔ چند دن باقی رہ گئے ہیں اور ہم اُن دنوں میں داخل ہو رہے ہیں جن دنوں میں

ہمارا سالانہ جلسہ

مرکز میں، یعنی پہلے قادیان میں اور پھر ربوہ میں، ہوا کرتا تھا۔ قادیان میں تو اب بھی جلسہ اسی طریق پر منعقد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ وہاں سے حال ہی میں جو اطلاع ملی ہے، باوجود اس کے کہ پنجاب کے عمومی حالات بہت قابل فکر ہیں۔ اور امن وامان کی صورت تسلی بخش نہیں، اور باوجود اس کے کہ حکومت ہندوستان، اُن حالات کے پیشِ نظر، نہ کہ کسی مذہبی جماعت کو دبانے کی خاطر، اُن علاقوں میں لوگوں کو جانے کی عموماً اجازت نہیں دیتی، خدا تعالےٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ قادیان نہایت ہی کامیاب رہا اور لوگ وہاں دور دور سے تشریف لائے اور چند دن نہایت ہی اعلیٰ، پاکیزہ ماحول میں، انہوں نے تربیت پاتے ہوئے اور تربیت کرتے ہوئے وقت گزارا اور غیر معمولی طور پر وہاں دعاؤں کی بھی توفیق ملی۔

جہاں تک پاکستان میں ہونے والے جلسہ سالانہ کا تعلق ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کچھ عرصے سے حکومتِ پاکستان نے اس جلسے کی اجازت روک رکھی ہے اور طبعی بات ہے کہ اس موقعے پر جماعت پاکستان کے دل غیر معمولی طور پر درد سے بھر جاتے ہیں اور جوں جوں جلسے کا وقت آتا ہے اُن کے خطوط میں یہ پہلو نمایاں ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور بے چینی اور بے قراری بڑھتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ امسال بھی، دسمبر بلکہ اس سے پہلے سے ہی خطوط میں یہ پہلو بڑا نمایاں طور پر ابھرنا شروع ہوا کہ جلسے کے دن قریب آ رہے ہیں۔ ہمیں اس کی بہت تکلیف ہے۔ بعض دوستوں نے تو بہت ہی دردناک خطوط لکھے اور عموماً ساری دنیا میں بھی یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہم ایک بہت ہی بنیادی حق سے محروم کئے گئے ہیں۔

جہاں تک غم کے پیدا ہونے کا تعلق ہے یہ تو طبعی بات ہے اور اس سے روکا نہیں جا سکتا۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

طبعی حالات کے تابع

غم کے اثر کے نیچے آتے تھے۔ لیکن غم آپؐ پر قبضہ نہیں کیا کرتا تھا۔ اور غم آپؐ کی ہمت میں کمی پیدا نہیں کیا کرتا تھا۔ پس غم کا پیدا ہونا یا آنکھوں کا نمناک ہو جانا، یا آنسوؤں کا بہنا اُس وقت تک اچھی علامت ہے جب تک اس کے نتیجے میں ہمت میں کمی نہ آئے اور حوصلوں کا سر نہ جھکے۔ اسی لئے جس چیز کو عورتوں کا رونا کہا جاتا ہے اُس رونے میں اور باہمت مردوں کے رونے میں بڑا فرق ہے۔ عورتوں کا رونا تو ایک محاورہ ہے کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ عورتوں میں کئی بہت بڑی بڑی ہمت والی عورتیں ہوا کرتی ہیں۔ جن کے رونے میں، کمزوری اور شکست کی کوئی علامت نہیں ہوتی اور ایسے ایسے مرد بھی ہوا کرتے ہیں جن کا رونا واقعۃً محاورۃً عورتوں کا رونا ہوتا ہے۔ چنانچہ سپین کا آخری بدنصیب مسلمان بادشاہ جب سپین سے جُدا ہو رہا تھا اور سپین میں اُس کی اور مسلمانوں کی شکست زیادہ تر اُسی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ وہ اس کا ذمہ دار تھا۔ تو جب اُس نے پہاڑی کی آخری چوٹی سے، مراکش کی طرف جاتے ہوئے مڑ کر دیکھا تو اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس وقت اُس کی ماں نے اُس کو کہا کہ جس چیز کو تمہاری تلوار نہیں روک سکی۔ اب آنسو بہا کر اپنی ذلت کا اظہار کیوں کر رہے ہو۔ تمہارے آنسو تمہیں وہ چیز واپس نہیں دے سکیں گے۔

تو وہ عورت تھی۔ اُس کا رونا اور نوعیت کا رونا تھا۔ وہ مرد تھا لیکن اس کا رونا اور نوعیت کا رونا تھا۔ پس

مومن کا غم

اُس کے حوصلوں اور ارادوں میں کمی پیدا کرنے کے لئے نہیں آیا کرتا بلکہ نئی مہمیز لگاتا ہے۔ جس طرح گھوڑا جب تھکنے لگے تو سوار اُسے مہمیز لگاتا ہے۔ تو وہ اچانک پھر دوبارہ مستعدی کے ساتھ اپنا سفر پہلی سی شان اور تیز رفتاری کے ساتھ شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح غم کے مواقع مومن کے لئے مہمیز لگانے کے لئے آیا کرتے ہیں۔ اور اسی پہلو سے جماعت سے توقع ہے اور اب تک جماعت نے جس رنگ میں بُرے حالات کا مقابلہ کیا ہے۔ خدا کے فضل سے میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جماعت اُسی نوع کی جماعت ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں رجالٌ کے لفظ سے اظہار فرمایا گیا ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

(النور ۳۸=۲۴)

یہ وہ مرد ہیں جو کسی چیز کے نتیجے میں بھی خدا کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے دنیا کی مصروفیتیں ان کو بھی ہیں۔ لیکن مصروفیتیں ان پر غالب نہیں آتیں قرآن کریم نے دوسری بھی کئی جگہوں پر مومنوں کی شان لفظ "رجال" کے نیچے بیان فرمائی ہے۔ پس جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رجال کی جماعت ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ پس وہ لوگ جو غم کا اظہار کرتے ہیں ان میں اگر بعض غم سے مغلوب ہیں یا طبیعت میں کمزوری پیدا ہوتی ہے تو میں اُن کو متنبہ کرتا ہوں کہ ہرگز یہ مومن کی شان نہیں ہے۔ مومن کی آنکھوں کا پانی تو فولاد کی آب کی طرح ہوا کرتا ہے۔ وہ کیچڑ پر برس کر کیچڑ کو نرم کرنے کی طرح نہیں بلکہ وہ آب جسے فولاد کی آب کہا جاتا ہے۔ اُسے اور زیادہ قوت بخشنے والا پانی ہوا کرتا ہے۔ پہلے کی نسبت اس میں اور زیادہ طاقت، اور مقابلے کی شدت پیدا کر دیتا ہے

جہاں تک وقت کے بدلنے کا تعلق ہے۔ سالوں کے بدلنے کا تعلق ہے۔ یہ تو

ایک جاری اور ساری نظام

ہے اور اگرچہ ہم نے مختلف جگہوں پر سنگ ہائے میل لگا دیئے ہیں، یا خدا تعالیٰ نے ہماری خاطر یہ سنگ ہائے میل لگائے ہیں تاکہ ہم اپنے اوقات کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے اپنے حالات کا تقابلی جائزہ لیتے رہیں۔ یہ معلوم کرتے رہیں کہ ہم کل کہاں تھے۔ آج کہاں ہیں۔ اسی مقصد سے دنیا کی سڑکوں پر بھی میل لگائے جاتے ہیں۔ اسی مقصد سے قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے وقت کی راہ پر بھی میل لگا دیئے ہیں۔ اور یہ علامتیں کھڑی کر دی ہیں۔ جس کو ہم سال کا آنا اور جانا کہتے ہیں۔ مہینوں کا گزرنا کہتے ہیں۔ یا ہفتوں کا یا روز و شب کا ادلنا بدلنا کہتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے تو اگرچہ یہ سال ختم ہو رہا ہے۔ لیکن سفر تو بلا روک ٹوک جاری رہے گا۔ اور یہ حد بندیاں جس مقصد کی خاطر لگائی گئی ہیں اُس کے پیش نظر ہمیں جائزہ ضرور لینا چاہیئے۔ کس حد تک ہمارا سال گذرا اور کس حد تک ہم اگلے سال میں داخل ہونے سے پہلے اس سال سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

سال اچھے بھی آیا کرتے ہیں اور بُرے بھی آیا کرتے ہیں۔ آسانی والے بھی اور سختی والے بھی قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ مصر میں سات سال بہت ہی آسانی کے آئے۔ پھر سات سال بہت سختی کے آئے۔ خدا تعالیٰ نے اُس سختی کو بدل دیا اور آسانی کا ایک ایسا سال پیدا فرمایا جس نے سارے گذشتہ غم بھلا دیئے۔ اُس وقت بُرے سالوں کے وقت، مومن اور غیر مومن میں ایک فرق دکھایا گیا بُرے سال آنے سے پہلے ہی خدا کے ایک مومن بندے کو خدا کے ایک مقدس بندے کو یہ بتا دیا گیا کہ بُرے سالوں کو مومنوں پر غلبہ عطا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ مومنوں کی برکت سے بُرے سال اچھے سالوں میں تبدیل کیئے جاتے ہیں۔ اس لئے بجائے اس کے کہ تم اس رویا سے ڈرو، اور یہ محسوس کرو کہ بہت سخت دن آنے والے ہیں، تم اپنی کمر ہمت کو کسو کیونکہ تمہارے ذریعے دنیا کے حالات تبدیل کئے جائیں گے۔ اور ڈوبتوں کو بچایا جائے گا۔ اور فاقہ کشوں کے رزق کا سامان کیا جائے گا چنانچہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام نہ ہوتے یا خدا آپ کو اس غرض سے استعمال نہ فرماتا تو وہ سختی کے سال مصر اور اُس کے زیر اثر علاقے کے لئے انتہائی ہلاکت کے سال بن جاتے۔ یہی خدا کا سلوک ہر حال میں ہر تبدیلی میں مومن کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔

مومن پر دن بھی آتا ہے اور رات بھی آتی ہے

لیکن راتیں اُس کے پاؤں روک نہیں لیا کرتیں۔ ہاں رفتار میں ضرور فرق پڑ جاتا ہے۔ لیکن وہ رفتار رُک کر ایک مقام پر کھڑی نہیں ہو جایا کرتی۔ یا واپس نہیں لوٹتی۔ اور یہ نمایاں فرق ہے جو قرآن کریم نے خوب اچھی طرح مومن، اور منافق مومن اور کافر میں ظاہر فرما دیا۔

جہاں تک قرآنی محاورے کے مطابق لفظ منافق، کا تعلق ہے۔ یہ اُن معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسے ہم اردو میں منافقت کہتے ہیں۔ اور کافروں کے لئے بھی لفظ "منافق" استعمال ہوا ہے کیونکہ منافق درحقیقت کافر ہوتا ہے۔ اور ظاہراً مسلمان بن رہا ہوتا ہے۔ تو منافقوں کے متعلق فرمایا، اِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا۔ (بقرہ: ۲۱)

کہ مومن کا سفر تو دن کا بھی جاری رہتا ہے اور رات کو بھی جاری رہتا ہے۔ لیکن منافقوں کا یہ حال ہے کہ جب رات آتی ہے تو رُک جاتے ہیں، روشنی ہوتی ہے تو چل پڑتے ہیں۔ یعنی وہ وقت کے غلام ہوا کرتے ہیں۔ وقت کے آقا نہیں ہوا کرتے چنانچہ خدا تعالیٰ مومن کو ابوالوقت کے طور پر پیش کرتا ہے اور کافر کو ابن الوقت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ مومن اپنے وقت کو اپنی غلامی میں تبدیل کرتا ہے اُس سے فائدے اٹھاتا ہے اور کافر وقت کے دھارے پر خود بخود بہتا چلا جاتا ہے۔ اس کے مقدر میں وقت کے دھارے کا رخ تبدیل کرنا نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے جب کافروں پر اچھے وقت آتے ہیں یا خدا کے دشمنوں پر آتے ہیں تو آپ ان کو بڑے زور سے شور مچاتے ہوئے، بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھتا ہوا دیکھتے ہیں گویا سیلاب آگیا ہے۔ اور جب دن بدلتے ہیں اور اُن کے لئے، جیسا کہ خدا نے مقدر فرما رکھا ہے۔ راتیں آتی ہیں تو اُن کی آوازیں منظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے یہاں کوئی سیلاب تھا ہی نہیں۔ جیسے افریقہ کے ایک حصّے میں جب تپش کے سخت دن آتے ہیں، گرمی کا موسم آتا ہے تو ہر طرف پانی سوکھ جاتا ہے اور اُس وقت جب زندگی ختم ہوتی دکھائی دیتی ہے اس وقت بڑی دور سے ایک سیلاب آتا ہے۔ جو اچانک دیکھتے دیکھتے صحرا کا منظر تبدیل کر دیتا ہے۔ غالباً صحرائے کالاہاری (KALAHARI) کے جنوب کی طرف یہ علاقہ ہے جہاں اس قسم کا واقعہ ہر سال ہوتا ہے (اور دور دور سے جانور اپنی پیاس بجھانے کے لئے اور زندگی بچانے کی خاطر ایک طبعی فطری اشارے کے طور پر اس طرف بھاگتے ہیں۔

تو سیلاب تو ہر جگہ آجاتے ہیں، صحراؤں میں بھی سیلاب آجایا کرتے ہیں لیکن صحراؤں کے سیلاب ہمیشہ کے لئے صحراؤں کے منظر نہیں بدل سکتے وہ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ زندگی اُن کے ساتھ آتی ہے اور ان کے ساتھ ہی لوٹ بھی جایا کرتی ہے۔ لیکن

مومن کی مثال

خدا تعالیٰ نے اور طرح سے دی ہے۔ فرمایا کہ مومنوں کا تو یہ حال ہے کہ جیسے نہایت ہی شادابی کی، طاقتور زمین ہو۔ اور پانی کو اپنے اندر روکنا جانتی ہو اس کے اوپر اگر موسلا دھار بارش بھی برسے تو اُسے یعنی زمین کو بہا کر نہیں لے جاتی۔ بلکہ اُس کی روئیدگی میں نئی شان پیدا کر دیتی ہے۔ نئی قوت پیدا کر دیتی ہے۔ اُس کے مقابل پر کافر کی روئیدگی سطحی ہوا کرتی ہے۔ وہ دیکھنے میں نظر آتی ہے۔ لیکن وقتی اور عارضی ہوتی ہے جب تیزی کے ساتھ اُس پر بارش برستی ہے تو اُس کی بناوٹ کی ظاہری روئیدگی، اُس کی سرسبزی اور شادابی، بسا اوقات بارش کے ساتھ بہہ جاتی ہے۔ اور پھر جب خشک موسم آتا ہے تو پھر تو اُس کے مقدر میں کچھ ہی نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مومنوں کی مثال ایسی زمین سے ہے۔ کہ جب بارش برستی ہے تو بہت زیادہ اگاتی ہے اور جب نہیں برستی تو خدا اُن کو شبنم سے محروم نہیں کیا کرتا پس اُن کے لئے شبنم ہی کافی ہو جایا کرتی ہے۔ اور اُس حالت میں بھی، وہ زمین ویرانوں میں تبدیل نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ سرسبز و شاداب رہتی ہے۔ اُس کی زندگی قائم رہتی ہے

آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

پیشکش:۔ گلوب ربر مینوفیکچرس ۲۳؍ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

فون 27-0441
گرام "GLOBEXPORT"

پس

جماعتِ احمدیہ کی قریباً سَو سالہ تاریخ ہمیں یہی بتا رہی ہے

کہ جس طرح دورِ اوّل میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے حالات تھے، جن کو "رجال" فرمایا گیا۔ اُن پر روشنیوں کے وقت بھی آئے اور اندھیروں کے وقت بھی آئے۔ اُن پر نرمی کے وقت بھی آئے، اُن پر سختی کے وقت بھی آئے لیکن وہ ہر حال میں ہمیشہ آگے بڑھتے رہے۔ کبھی کچھ تکلیف کے ساتھ، کچھ دُکھ کے ساتھ، چھوٹے قدموں سے کبھی بڑی شان کے ساتھ تیز قدموں کے ساتھ دوڑتے ہوئے آگے بڑھے۔ لیکن حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلاموں کی زندگی میں ایک بھی دن ایسا نہیں آیا جب آپؐ کے قدم رُک گئے ہوں یا روک دیئے گئے ہوں اور آپؐ کو پیچھے ہٹنا پڑا ہو۔ ایک بھی رات ایسی نہیں آئی جس نے آپؐ کی زندگیوں کو نور سے محروم کر دیا ہو۔ بارش کی مثال میں شبنم فرمایا گیا ہے۔ رات کی مثال میں قرآن کریم ستاروں کو پیش فرماتا ہے۔ کہ اگر سورج کی روشنی سے محروم ہو جائیں یا چاند کی روشنی سے بھی محروم ہو جائیں تو ستارے اُن کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرآن کریم میں ستاروں کی روشنی کے ذکر کو روحانی معنوں میں پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:- اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ، بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ

"میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ اگر میں بھی اور مجھ سے نور پانے والے دوسرے چاند بھی باقی نہ رہیں۔ کسی ایک جگہ میرا کوئی صحابی موجود ہو تو وہ تمہارے لئے ستاروں کی طرح روشنی پیدا کرنے والا ہوگا۔ چنانچہ مومنوں کی عجیب شان ہے کہ خشک سالی میں خدا ان کے لئے شبنم برسا دیتا ہے اُسی پر زندہ رہتے ہیں اُسی پر آگے بڑھنے کی طاقت پا جاتے ہیں اور اندھیروں کے وقت ان کو ستاروں کی روشنی میسّر آجاتی ہے۔ کسی حالت میں بھی کلیتہً یہ فوائد سے اور ترقیات سے محروم نہیں کئے جاتے

چنانچہ

جماعت کی تاریخ کے زیر و بم

کا آپ مطالعہ کریں۔ کئی بڑے بڑے خطرناک وقت آئے ہیں جب دشمن سمجھتا تھا کہ وہ جماعت کو ہلاک کر دے گا اور صفحۂ ہستی سے اس کی صف لپیٹ دے گا۔ اُس وقت بھی جماعت ترقی کرتی رہی ہے۔ مقابلتہً چند سختی کے دنوں میں، رفتار میں کچھ کمی ضرور دکھائی دی لیکن خدا تعالیٰ نے اس کمی کو ہمیشہ دو طریق سے پورا کیا ہے۔ وہ کمی چونکہ ایک طبعی، فطری کمزوری کے نتیجے میں نہیں تھی بلکہ ایسے حالات کی بناء پر تھی جن پر براہِ راست وہ عبور حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے اُن کی بڑھنے کی قوت، اُس عرصے میں جمع ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ کسی نے لکھا ہے۔ ؎

رکتی ہے میری بات تو ہوتی ہے رواں اور
جب راہ نہیں پاتے تو چڑھ جاتے ہیں نالے

خدا کے بندوں کی طبیعتیں جب روک دی جاتی ہیں تو نالے تو پیدا ہونے بند نہیں ہوا کرتے۔ خدا تعالیٰ نے مومنوں کو جو طبعی نشوونما کی قوتیں عطا فرمائی ہیں وہ تو نہیں مر جایا کرتیں۔ اس لئے کچھ نہ کچھ زور لگا کر وہ اندرونی سیلاب کہیں سے تو رستے نکالتا ہی رہتا ہے۔ لیکن پھر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ ساری روکیں توڑ دی جاتی ہیں۔ اور وہ پہلی کمی کو بڑی شان کے ساتھ پورا کرتے ہوئے بڑی قوت کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔ دوسرا سلوک خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ یہ فرماتا ہے کہ ساری دنیا میں ہر جگہ اُن کے لئے ایک جیسا وقت نہیں ہوا کرتا۔ اسی کے ساتھ ہجرت کے مضمون کا تعلق ہے۔ بعض جگہ اُن کے لئے نسبتاً کمزوری کا وقت آتا ہے۔ تو بعض دوسری جگہوں پر غیر معمولی طور پر ان کے لئے آگے بڑھنے اور نشوونما کے وقت آجاتے ہیں۔ اور ایک جگہ کی جو کمی ہے وہ سینکڑوں دوسری جگہوں سے پوری کر دی جاتی ہے۔ اور مجموعی طور پر وہ خزاں میں بھی بہار کا منظر دکھاتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ شعر جو مجھے بے حد پیارا ہے۔ اور میں بارہا اُسے آپ کے سامنے پڑھ چکا ہوں، اُس کا یہ ایک مفہوم ہے جس کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ ؎

"بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں"

بعض مقامات پر وقتی طور پر آپ یہ شعر صادق ہوتا نہیں دیکھیں گے لیکن اس مضمون کو کلیتہً، عالمی سطح پر آپ اسے سمجھیں تو پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ

مومن کے اوپر خزاں آ ہی نہیں سکتی

جب خزاں آتی بھی ہے تو خدا تعالیٰ ہزار دوسری جگہوں پر بہار کے مناظر پیدا کر کے، اُس خزاں کے اثر کو زائل فرما دیا کرتا ہے۔ اُس کی تلافی فرما دیتا ہے۔ اور جہاں خزاں آتی بھی ہے وہاں بھی نئی نئی کونپلیں پھوٹا کرتی ہیں۔ چنانچہ ان دنوں پاکستان میں جس قسم کے حالات ہیں اور جس قسم کی ظالمانہ کارروائیاں جماعت کو روکنے کے لئے ہو رہی ہیں اُن میں سے جلسے کو روکنا بھی ایک کارروائی ہے۔ ہمارے لٹریچر کو کلیتہً بند کر دینا بھی ایک کارروائی ہے۔ ہمارے تمام اخبارات اور رسائل کا گلا گھونٹ دینا بھی ایک کارروائی ہے ہمیں تمام بنیادی حقوق سے محروم کر دینا، یہاں تک کہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے کے بنیادی انسانی حق سے بھی محروم کر دینے کی کوشش کرنا بھی ایک کارروائی ہے۔ ان حالات میں، جبکہ اس کے علاوہ بھی دنیاوی ظالمانہ کارروائیاں بھی جاری ہوں۔ قتل و غارت، نوکریوں کے حق سے محروم کرنا، طلباء کو ان کے حق سے محروم کر دینا، عام روزمرّہ کی زندگی دوبھر بنا دینا یہ بھی ساتھ جاری ہو۔ تو کون سوچ سکتا ہے کہ ایسی جماعت ایسے خطرناک حالات میں ترقی کر سکتی ہے۔ اگر یہ جھوٹ اور فریب ہو تو ناممکن ہے کہ ایسے خطرناک حالات میں کوئی جماعت پنپ بھی سکے، کجا یہ کہ ترقی کرتی رہے۔ کوئی جماعت سانس لے سکے اور زندہ رہے۔ یہ بھی تعجب کی بات ہے اور اس جماعت کو مارنے کی خاطر تباہ کرنے کے لئے، صفحۂ ہستی سے کلیتہً مٹا دینے کے لئے یہ کارروائیاں کی گئی تھیں اور کی جا رہی ہیں اور اس کا نتیجہ؛ جماعت اپنے اخلاص میں پہلے سے زیادہ ترقی کر چکی ہے۔ عبادتوں میں، اپنے حوصلوں میں، اپنے ایمان اور یقین محکم میں پہلے سے زیادہ ترقی کر چکی ہے قربانی کے ہر میدان میں جس میں قربانی کے میدان کی طرف اُن کو بلایا جاتا ہے وہ پہلے سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ پہلے سے زیادہ سعادت قلبی کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ ایسی

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حمید ساری مارٹ، صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

زندہ جماعت کو جسے قرآن کریم نے رجالؔ کی جماعت فرمایا ہے کون ہے اس دنیا میں جو مار سکے؟ ناممکن ہے۔ اور پھر باقی تمام دنیا کی جماعتوں پر جو رونق آئی ہے۔ غیر معمولی طور پر ترقیات ہو رہی ہیں، یہ اُسی خزاں کی برکت ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی وعدوں کے مطابق فرمایا تھا کہ ؎

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں

ساری دنیا میں اُس خزاں کے صدقے بہار کے مناظر دیکھنے لگے ہیں۔ یہ زندہ جماعتوں کی علامت ہے۔ اور جن کو خدا سے زندگی ملتی ہے، جن کو آسمانی پانی کے ذریعے زندہ کیا جاتا ہے اُن کو دنیا کی خشکیاں مار نہیں سکتیں یہ اٹل قانون ہے جسے آپ کبھی تبدیل ہوتا نہیں دیکھیں گے۔

اس سال کے آخری خطبے میں اور بعض دفعہ نئے سال کے پہلے خطبے میں وقفِ جدید کا اعلان ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ اس تمہید کے بعد اب مَیں

وقفِ جدید کے سال نو کا اعلان

کرتا ہوں۔ اور جیسا کہ وقفِ جدید کے کوائف بھی آپ کو بتائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تحریک جس اونچ نیچ سے گذر رہی ہے اور اس وقت جس مقام پر پہنچی ہے۔ ان سب حالات کا جائزہ لینے سے قطعی طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بھی زندہ جماعت کی زندہ اور سر سبز شاخ ہے۔ اور اس کی طرف بدنیتی کا تبر نہیں چلایا جا سکتا۔ یہ بھی ہر حال میں نشو و نما پائے گی اور باقی رہے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ آگے بڑھتی رہے گی۔ چنانچہ گذشتہ چند سالوں میں وقفِ جدید پاکستان بجٹ وصولی کم ہونے کی بجائے مسلسل بڑھتے رہے ہیں اور جب میں نے وقفِ جدید کو چھوڑا تھا تو غالباً بارہ تیرہ یا چودہ لاکھ روپے بجٹ تھا۔ اس وقت مجھے صحیح طور پر یاد نہیں اور اب اس تھوڑے عرصے میں، جو کہ ابتلاؤں کا دور ہے۔ خدا کے فضل سے یہ بجٹ تقریباً دوگنا ہو چکا ہے۔ اور ۱۹۸۷ء کا بجٹ ۲۷ لاکھ ۴۴ ہزار روپے تھا اور اس وقت تک کی جو وصولی ہے اس میں بھی خدا کے فضل سے نمایاں اضافہ ہے۔ گذشتہ سال اس وقت تک ۱۷ لاکھ ۴۴ ہزار روپے وصولی تھی اور امسال اس وقت تک ۲۰ لاکھ ۸۷ ہزار روپے وصولی ہے۔ اور چونکہ سال کے آخر پر پرانی روایات اسی طرح قائم ہو چکی ہیں۔ اکٹھی وصولی ہوتی ہے یعنی اس کی یہ نسبت نہیں ہوا کرتی کہ ہر مہینے جتنی وصولی ہو رہی ہے سال کے آخری مہینے میں بھی اُسی نسبت سے، اُسی طرح ہوگی۔ بلکہ بسا اوقات سال کے آخری ہفتے میں اتنی وصولی ہوتی ہے کہ گذشتہ کئی مہینوں کی وصولی سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور پھر وصولی کی اطلاعات جو بعد میں آتی رہتی ہیں اور کچھ وصولیاں بعد میں ہوتی ہیں۔ وہ ملا کر، مارچ کے مہینے تک تقریباً یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور بالعموم میں نے دیکھا کہ کم از کم ایک چوتھائی ان آخری دنوں میں وصول ہوتا ہے اس لئے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ۲۷ لاکھ کا بجٹ نہ صرف پورا ہوگا بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ وعدوں سے بھی آگے بڑھ جائے گا۔ اور واقعۃً ہونا بھی یہی چاہیئے۔ کیونکہ

ہمارے وعدوں کا نظام

ایسا ہے کہ بہت سارے ایسے چندہ ادا کرنے والے جو وعدوں میں شامل نہیں ہو سکتے، وہ بعد میں چندہ ادا کر دیتے ہیں اور وہ وعدوں میں شامل نہ ہونا بسا اوقات ایک یقین کے نتیجے میں بھی ہوتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے تو دینا ہی دینا ہے، کیا فرق پڑتا ہے کہ وعدہ لکھوائیں یا نہ لکھوائیں اور وہ وعدوں میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ وہ وعدے لکھواتے ہی نہیں۔ لیکن اُن کے ذہن میں ایک معین رقم ہوتی ہے کہ ہم نے ضرور خدا کے حضور پیش کرنی ہے اور وہ سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے ضرور پیش کرتے ہیں اس لئے وصولیاں، وعدوں سے عموماً بڑھ جایا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت کی وصولی ہمیشہ الاّ ماشاء اللہ ہر سال، وعدوں سے آگے بڑھتی رہی ہے اور بجٹ سے آگے بڑھتی رہتی ہے تو اس پہلو سے حالات بڑے امید افزا ہیں۔ جہاں تک وقفِ جدید کی کوششوں کا تعلق ہے اور خدمت کا تعلق ہے اس پہلو سے بھی یہ تحریک اپنے فرائضِ منصبی اچھی طرح ادا کر رہی ہے۔ بڑے سخت مخالف حالات میں بھی اللہ تعالیٰ اس انجمن کو توفیق عطا فرما رہا ہے اور اس کی تفاصیل کے بیان کی اس وقت یہاں ضرورت نہیں ہے۔ جلسہ سالانہ پر بسا اوقات یہ باتیں بیان ہوتی رہی ہیں لیکن اب کچھ عرصہ سے میں نے صدر انجمن، وقفِ جدید اور دیگر بعض مجالس پاکستان کی خدمات کا ذکر کرنا چھوڑ دیا ہے کیونکہ اس سے بعض لوگوں کو بہت ہی زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ وہ جل بھن جاتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ہر نیک کام کی راہ میں روڑے اٹکائیں اور نیک راہ پر چلنے والوں پر روڑے برسائیں تو خواہ مخواہ بے چارے عام انسانوں کو تکلیف پہنچانا، اور اُس کے نتیجے میں بعض معصوموں کی تکلیف کا موجب بننا، یہ کوئی حکمت کی بات نہیں ہے۔ اس لئے جہاں جہاں، بے بسی کے سے حالات ہیں۔ وہاں میں عملاً خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کا بہت تفصیل سے ذکر نہیں کرتا۔ بلکہ عموماً خدا کے فضلوں کا ذکر کر دیتا ہوں۔

عمومی فضل تو ہوتے ہی رہیں گے

وہ تو کسی کو تکلیف ہو یا نہ ہو، وہ تو کوئی روک ہی نہیں سکتا۔ لیکن تفصیل کے ساتھ کہ فلاں جگہ یہ ہو رہا ہے اور فلاں جگہ یہ ہو رہا ہے۔ یہ بتانے کے بعض دفعہ نقصانات کے خدشات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یعنی ایسے نقصان کے خدشات، جن کو ٹالا جا سکتا ہے۔ جماعت کو نقصان پہنچانے کی کوشش تو بہرحال کی جا رہی ہے اور مسلسل کی جا رہی ہے۔ لیکن اس کوشش میں ہم اُن کے مددگار نہیں بننا چاہتے۔ یوں خلاصۃً سمجھ لیجئے اور جہاں تک عمومی کوشش کا تعلق ہے۔ اس کے باوجود بڑھ رہے ہیں۔ خدا کا وعدہ ہے بڑھتے رہیں گے کہ ہم نے ہمیشہ ترقی کرنی ہے اور دشمن نے ہمیشہ ناکام رہنا ہے۔ اس میں تو پھر بھی کوئی تبدیلی نہیں، نہ میرے تفصیل کے بیان کرنے سے تبدیلی پیدا ہوگی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جب مقابلے کے خاص حالات ہوں تو احتیاطی کاروائیاں اور حکمت کے تقاضے پورے کرنے ضروری ہوا کرتے ہیں۔

جہاں تک بیرونی جماعتوں کے بالغان کے وعدہ جات کا تعلق ہے اُن کا ذکر بعد میں کروں گا۔ پہلے میں ذرا نسبتاً ایک عمومی جائزہ لے لوں جہاں تک چندوں کی آمد کا تعلق ہے۔ پاکستان میں جن جماعتوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے وقفِ جدید کے چندے کے سلسلے میں غیر معمولی طور پر ترقی ہوئی ہے، یعنی قدم پہلے سے آگے بڑھے ہیں باوجود اقتصادی حالات کے خراب ہونے کے اُن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے

ربوہ نمایاں طور پر آگے بڑھنے والی جماعتوں میں ہے

ربوہ کے پورے سال کی وصولی، خدا تعالیٰ کے فضل سے دو لاکھ ۸۰ ہزار روپے تھی اور امسال رپورٹ لکھنے کی تاریخ تک اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ابھی بڑا حصہ ابھی جمع ہونے والا ہے۔ دو لاکھ ۸۶ ہزار روپے وصولی ہو چکی تھی، اور آگے کی طرف قدم بڑھانے میں یہ پہلے سے نمایاں فرق ہے۔ کراچی کی جماعت خدا کے فضل سے ہمیشہ آگے بڑھنے والی جماعتوں میں سے ہے۔ اس نے پچھلے تین لاکھ ۸۲ ہزار روپے کے مقابل پر جو گذشتہ سارے سال کی وصولی تھی اب تک ۴ لاکھ روپے وصول ہو چکے ہیں۔ پھر کوئٹہ جن حالات میں سے گذر رہا ہے اُس کے باوجود، خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں چندے میں اضافہ ہوا ہے۔ ضلع مظفر گڑھ، لیہ، وہاڑی، خیرپور اور ساہیوال ضلعوں کے چندوں میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ اسی طرح سکھر جہاں بہت ہی سختی کے حالات رہے ہیں اور ابھی تک جاری ہیں، وہاں بھی خدا کے فضل سے نمایاں اضافہ ہوا ہے اور گوجرانوالہ، اوکاڑہ، جہلم، اٹک میں بھی اور خوشی کی خبر یہ ہے کہ پشاور، کوہاٹ میں بھی، اور ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بھی۔ خدا کے فضل سے جب سے یہاں امارت بدلی ہے بڑی نمایاں، پاکیزہ تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور حالانکہ حالات تو وہی ہیں جو پہلے تھے۔ لیکن جماعتیں بیدار ہو رہی ہیں اور

انہوں نے بڑی ہمت کے ساتھ نیکیوں کے کاموں میں آگے بڑھنے کی دوبارہ کوشش شروع کر دی ہے۔ ورنہ ایک وقت آیا تھا کہ ایک غنودگی کی سی کیفیت تھی۔ اس جائزے میں آپ کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں۔ میں نے بڑے غور سے معائنہ کیا ہے کہ جیسا کہ خدا کا وعدہ ہے جماعت نے ترقی کرنی ہے اور جماعت ترقی کرتی ہے کہ یہ جو عمومی وعدہ ہے یہ POTENTIAL ہے کے طور پر ہر جماعت کے مقدر میں ہے ایک تو ساری جماعت کا عمومی جائزہ ہے۔ ایک ہے مقامی جماعتوں کا یا اضلاع کا جائزہ۔ ان دونوں جائزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ بات آپ کو سمجھانی چاہتا ہوں کہ جہاں تک خدا تعالیٰ کا ہماری ترقی کے بارے عمومی وعدہ ہے وہ تو جس طرح باقی دنیا کی جماعتوں سے ہے اسی طرح سارے پاکستان کی جماعتوں سے ہے۔ اضلاع کی جماعتوں سے بھی وعدہ ہے۔ شہروں اور قصبات اور دیہاتوں کی جماعتوں سے بھی وعدہ ہے۔ لیکن

یہ ہر جگہ ایک POTENTIAL کی حیثیت رکھتا ہے

یعنی خدا تعالیٰ کی تقدیر تو مدد کے لئے تیار ہے، وہ ضرور آگے بڑھائے گی اگر تم لوگ اس سے استفادہ کرو گے چونکہ بالعموم جماعت میں استفادہ کرنے کی طاقت نہ استفادہ کرنے کی طاقت کے مقابل پر غالب رہتی ہے۔ اس لئے آپ عمومی طور پر جماعت کو ہمیشہ آگے بڑھتا دیکھتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جتنا بڑھ سکتی تھی اتنا بڑھی ہے۔ بلکہ بعض جگہ جہاں خدا کی نعمتوں کی تکذیب کی جاتی ہے یعنی ان معنوں میں کہ ان نعمتوں سے فائدہ نہ اٹھایا جائے نظام کمزوری دکھاتا ہے۔ مقامی عہدیداران ذمہ داریاں ادا نہ کریں تو بعض جگہ قدم آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے چلے جاتے ہیں لیکن یہ پیچھے جانے والے قدم چند ایک قافلے کے قدم، بحیثیت مجموعی آگے ہی بڑھتے ہیں۔ اور جہاں قدم پیچھے جائیں وہاں لازم ہے کہ بعض انسانوں کا قصور ہے۔ خدا کی تقدیر کا کوئی قصور نہیں اس وعدے کی عمومی شکل میں کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن کچھ جگہ جماعتوں نے توجہ دی ہے اور کچھ جگہ نہیں دی چنانچہ سندھ کے بعض اضلاع ہیں، مثلاً سکھر، خیرپور وغیرہ، جہاں سخت حالات کے پیش نظر ایک نوجوان امیر کو خاص طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ وہاں حالات اسی طرح بد اور خطرناک ہیں اور ہر قسم کی مشکلات بدستور موجود ہیں اور کئی لوگوں کو وہ علاقہ بھی چھوڑنا پڑا لیکن

وقف جدید کے جنہیں ہے کا مواد یہ بتا رہا ہے

کہ خدا کے فضل سے ان کا قدم نمایاں طور پر آگے کی طرف ہے۔ اور بعض دوسرے اضلاع جہاں امن کے حالات ہیں۔ صرف ایک دو اضلاع میں ابتلاء کی حالتیں پیدا ہوئی ہیں، خدا تعالیٰ کے دنیاوی فضل بھی نسبتاً بہت زیادہ ہیں، وہاں آگے قدم بڑھنے کی بجائے پیچھے چلا گیا ہے اور تھرپارکر اور سانگھڑ کے علاقوں کی امارتوں اور عہدیداروں کو میں متنبہ کرتا ہوں کہ یہ عجیب بات ہے کہ جہاں بارش برس رہی ہے وہاں روئیدگی زیادہ نہیں ہو رہی، لیکن جہاں شبنم پڑ رہی ہے وہاں روئیدگی آپ کی روئیدگی کی نسبت بہت زیادہ ہو رہی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی جماعت بنتے ہیں تو جب بارش پڑے تو بارش والے حالات دکھایا کریں۔ اور کم سے کم شبنم پڑنے والوں سے تو پیچھے نہ رہا کریں۔ اسی طرح بعض اضلاع پیچھے رہنے والوں میں تھے مثلاً مظفر گڑھ اور لیہ یہ کمزور اضلاع میں سے تھے۔ وہاڑی اور خانیوال وغیرہ بھی کمزور تھے۔ لیکن ان میں اب عام ترقی ہوئی ہے۔ اور بعض اضلاع جن میں مظفر گڑھ اوکاڑہ، جہلم، اٹک، پشاور کوہاٹ۔ ڈیرہ اسماعیل خان، نواب شاہ اور خیرپور بھی شامل ہیں وہاں نمایاں ترقی ہوئی ہے

کچھ دوسری جگہیں ہیں جہاں کمی آگئی ہے

لیکن ان کی تفصیل میں پڑھ کر نہیں سناتا تاکہ ان کی پردہ دری نہ ہو۔ ان پر خدا تعالیٰ کی ستاری کا پردہ پڑا رہے۔ لیکن ان میں سے بعض ایسے اضلاع ہیں جن سے ہرگز توقع نہیں تھی کہ وہ یہی رفتار پر رہیں گے یا پیچھے کی طرف قدم اٹھائیں گے ان میں پنجاب کے بعض بڑے بڑے اضلاع نے اس لحاظ سے بہت مایوس کیا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ ان کی کمزوری کے باوجود پھر بھی وقف جدید کا قدم نمایاں طور پر پچھلے سالوں کی طرح آگے ہی بڑھا ہے۔ اگر یہ کمزوریاں نہ دکھاتے تو اس وقت نقشہ بہت ہی بہتر شکل میں ابھرتی۔ اور ان سب جائزوں سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ بعض جگہ امراء کے قلبی تقریریں تو بہت کرتے ہوں گے یا پروگرام بہت بھجواتے ہوں گے لیکن ٹھوس کام کی اہلیت نہیں رکھتے یعنی ایک ایک جماعت کی طرف توجہ کرنا، ایک ایک جماعت کا حوصلہ بڑھانا، عمومی طور پر بہت سے جائزے لیتے رہنا بعض امراء ہیں جن کو بڑی محنت کی عادت بھی ہے۔ صرف تقریریں ہی نہیں کرتے بلکہ کام بھی بڑا کرتے ہیں لیکن یہ کمزوری ہے کہ ایک دو جہتوں میں کام کرتے ہیں اور باقی جہتوں کو بھلا دیتے ہیں۔ ان کی طرف توجہ ہو گی تو پہلی صورتیں نظر سے اوجھل ہو گئیں اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے توازن پر زور دیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم میں مومن کی شخصیت جو بہترین بیان فرمائی گئی ہے وہ متوازن شخصیت ہے۔ امت محمدیہ کو بھی أُمَّةً وَسَطًا (البقرہ: ۱۴۴) قرار دیا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک انتہائی کامل اور متوازن وجود کے طور پر پیش فرمایا گیا ہے قیماً میں لاعوج لہٗ ان میں کسی طرف سے بھی کوئی کمی بیشی اور ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ تو مومن کی پوری مکمل شکل کے ساتھ توازن کا بہت گہرا تعلق ہے بعض خوبیوں میں بہت آگے بڑھ جانا اچھی بات ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں کہ بعض دوسری خوبیوں کا خون چوس کر بعض دوسری خوبیوں میں آگے بڑھ جائے۔ ہر انسان کے اپنے اپنے رجحان ہیں اسی طرح امرائے ضلع میں میں نے دیکھا ہے اپنے اپنے رجحان ہیں۔ بعضوں کو تبلیغ کا بڑا شوق ہے بعضوں کو تربیت کا ملکہ دیا گیا ہے اور بعضوں کو بعض دوسری خوبیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔ ان میں وہ نمایاں امتیاز رکھتے ہیں۔ لیکن اسلامی تاریخ میں نمایاں امتیاز کا یہ مطلب بہرحال نہیں کہ باقی چیزوں میں تم متقی ہو جاؤ اور پھر باقی چیزوں میں نمایاں امتیاز حاصل کرو۔ دنیا کی تاریخ میں بھی نہیں۔ ایسے طالب علم کو فیل کہا جاتا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے ایک مضمون میں فرسٹ کلاس، فرسٹ لی ہے اس لئے مجھ پر کسی قسم کی قدغن نہ لگائی جائے کہ میں باقی پانچ مضامین میں فیل ہو گیا ہوں، جو کم سے کم معیار سے نیچے اترتا ہے وہ ناکاموں میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کم سے کم اتنا توازن تو ضرور رکھنا چاہئے کہ کسی جگہ آپ ترقی معکوس نہ دکھائیں۔ واپسی کی طرف لوٹنے والے نہ ہوں تو امید ہے ان چیزوں کی طرف باقاعدہ دانشوری کے ساتھ نظر رکھی جائیگی اور اس کا طریق یہی ہے کہ مجلس عاملہ کے دستور مقرر ہونے چاہئیں۔ ان میں وقتاً فوقتاً بعض جائزے پیش ہوتے رہنے چاہئیں۔ جن لوگوں کو اس قسم کے کام کی عادت ہو جیسے سائنس دان کرتے ہیں حساب دان کرتے ہیں ان کی اپنی کمزوریاں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ اجتماعی طاقت کے ساتھ ان کی شخصیت کو بھی طاقت ملتی ہے جن کے اندر اپنی خوبیاں نمایاں ہوں لیکن وہ حسابی سائنسی رنگ میں کام کرنے کے عادی نہ ہوں ان کی کمزوریاں، باقی جماعت کی کمزوریاں بن جاتی ہیں۔ اس لئے آپ کو ایک دانشور، باشعور جماعت کی طرح کام کرنا چاہئے اور ایسا نظام بنانا چاہئے جس میں خلا کے احتمالات باقی نہ رہیں۔ ہر شعبہ زندگی جس میں جماعت کے سامنے ایک منصوبہ پیش کیا گیا ہے۔ یا جماعت کے مستقل منصوبوں میں داخل ہو چکا ہے ہر تحریک جو کی جاتی ہے اس کے تقاضوں سے کسطرح نپٹنا ہے اس کام کو کیسے سمیٹنا ہے۔ وقتاً فوقتاً کس طریق پر جائزہ لینا ہے کہ ہماری بھول چوک جماعت کی بھول چوک نہ بن جائے ہماری غفلت جماعت کی غفلت نہ بن جائے یہ ہے ایک اچھے منتظم کا کام اور اس پہلو سے انجمنوں کو بھی اپنی ماتحت انجمنوں کی مدد کرنی چاہئے انجمنوں کا کام صرف یہ نہیں کہ جو ریزولیوشن سامنے آجائے یا کسی ترقی کی درخواست آجائے اسی پر غور کر کے معاملے کو ختم کر دیں۔ ان کو تو فعال سوچ کا حامل ہونا چاہئے۔ ذہن عقل یا سر کا کام صرف یہ تو نہیں ہے کہ جو تاثرات اسکے بدن کے مختلف حصوں سے اسکو ملتے ہیں انہیں ہی وہ جواب دے بلکہ وہ فکر مند رہتا ہے اور مختلف حالات کا جائزہ لیکر ہر وقت سوچوں میں مبتلا رہتا ہے کہ کس وقت کیا کرنا ہے کون سے حصے کی کیا ضرورت ہے کس رنگ میں کہاں قدم آگے بڑھانا ہے کس کمی کو کسطرح پورا کرنا ہے۔ دماغ کا کام کرتا ہے کہ بدن تو سو بھی جاتا ہے مگر ذہن سوتا بھی نہیں یا بدن کے مقابل یہ بہت کم سوتا ہے اور خدا نے اسی لئے اسکو استطاعت ہی ایسی بخشی ہے تو انجمنوں کو بھی اپنے دماغوں کو اسی طرح استعمال کرنا چاہئے جس طرح خدا تعالیٰ نے، قدرت نے نمونے بنا کے دکھا دیئے ہیں۔ اور ان نمونوں سے استفادہ کرنا چاہئے تو میں امید رکھتا ہوں کہ وقتاً فوقتاً انجمنوں کی طرف سے بھی جائزہ لیا جایا کرے گا۔ وقف جدید کے معاملے میں وقف جدید اور مجھے یاد ہے وہ عموماً جائزہ لیتے بھی ہیں لیکن غالباً اس رنگ میں نہیں لیتے کہ ہر ضلع کو دیکھ کر اس ضلع کی مجلس، انجمن کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کر ان کو بتائیں کہ آپ یہ کر رہے ہیں اور یہ ٹھیک نہیں ہے آپ کو یوں کرنا چاہئے۔ مجھے پتہ ہے کہ تحریک کی چٹھیاں پہنچتی ہیں لیکن مدد نہیں کی جاتی۔ ان دو چیزوں میں بڑا فرق ہے آپ کسی کو یاد دہانی کرا دیں کہ یہ کام ہونا چاہئے جسطرح کہ یہاں سے بھی ہر وقت دنیا کی مختلف جماعتوں کو یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ یہ تو کم سے کم ذمہ داری ہے جو مرکز کو ادا کرنی چاہئے۔ لیکن ایک ذمہ داری ہے کمزوروں کی مدد کرنا ایسے لوگ جو خود نیک نیت رکھنے کے باوجود اپنی کمزوریوں کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ اپنے حالات کو بہتر نہیں بنا سکتے ان کو ہاتھ پکڑ کے آگے چلانا، ان کو سمجھانا کہ آپ یوں کریں تو کام بہتر کریں گے۔ ان دو چیزوں میں فرق ہے اسلئے جو افسران اپنے ماتحتوں پر اس رنگ میں رحمت اور شفقت کی نظر رکھتے ہوں کہ جہاں وہ دیکھیں کہ وہ نصیحت کے مطابق عمل نہیں کر رہے وہاں ان کو سمجھائیں بھی کہ اسطرح آپ کریں تو آپ کا کام بہتر ہو جائیگا اور جہاں تک ممکن ہے ہر رنگ میں انکی مدد کریں۔ ایسے کام خدا تعالیٰ کے فضل سے عام انجمنیں ... (باقی ... پر)

تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ انجمنوں کو بھی اِس طرف توجہ کرنی چاہیئے اور انشاء اللہ توجہ کریں گے بھی۔ اور بالعموم جماعت جس رفتار سے آگے بڑھ سکتی ہے اُس رفتار سے آگے بڑھے۔ جس رفتار سے بڑھ سکتی ہے اُس میں اور جس رفتار سے بڑھ رہی ہے، اُس میں بڑا فرق ہے۔ اور بعض جماعتوں میں تو بہت ہی زیادہ فرق رہ گیا ہے بعض ضلعوں میں تو افسوسناک فرق پیدا ہوُا ہے اِس لئے میں ان کا نام لئے بغیر بار بار تاکید کر رہا ہوں۔

اطفال الاحمدیہ کے چندے میں بھی، جو اطفال کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے، عمومی طور پر تو ترقی ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جس انجمن کے سپرد اطفال کا چندہ ہے اُس نے سُستی دکھائی ہے۔ کیونکہ گزشتہ سال سے

بعض جماعتوں میں اطفال کے چندوں میں نمایاں کمی ہے

جبکہ بالغوں کے چندوں میں نمایاں ترقی ہے۔ اِس کا مطلب ہے جماعت کا کوئی قصور نہیں ہے۔ جن انجمنوں کے سپرد یہ ذمّہ داری ہے کہ فلاں چندے کو سنبھالیں، فلاں چندے میں جماعت کو آگے لے کر بڑھیں، اُن انجمنوں کی، اُن مجالس کی غلطی ہے۔ اِسی لئے جو ذیلی مجالس / تنظیمیں ہیں اُن کو بھی جماعت کی انجمنوں کے ساتھ قدم ملا کر آگے چلنا چاہیئے۔ یعنی جب تک وہ آگے بڑھتی ہے قدم ملا کر آگے بڑھیں۔ اگر وہ پیچھے رہیں تو پھر بے شک آگے نکل جائیں۔ لیکن بہر حال پیچھے رہنے کا حق نہیں ہے۔ اِس لئے میں اُمید رکھتا ہوں کہ ذیلی انجمنیں جن کے سپرد الگ الگ خدمت کے کام کئے گئے ہیں، اُن کی طرف نظر رکھیں گی اور پہلے کی نسبت بہتر کام کریں گی۔ اسی جائزے سے یہ بھی پتہ چلا کہ بعض جماعتیں جو بعض پہلوؤں سے کمزور ہیں۔ بعض پہلوؤں سے نمایاں طور پر آگے ہیں۔ اس سے بھی مجھے کچھ اندازہ ہو جاتا ہے کہ کونسی انجمن کس رنگ میں کام کر رہی ہے۔ کیونکہ بعض اضلاع باقی باتوں میں مثلاً اصلاح وارشاد کے کام میں اگر نکمّے نکل رہے ہوں اور مجھے علم ہو کہ مسلسل پیچھے ہیں۔ اگر وقف جدید کے کام میں نمایاں طور پر آگے ہوں تو صاف پتہ چل جاتا ہے کہ جماعت کے اندر قربانی کی استطاعت موجود ہے۔ خدا کے فضل سے طاقت، اُن کے اندر بہر حال ہے۔ جس انجمن نے فائدہ اُٹھایا اُس نے اُٹھالیا اور جس شعبے نے اپنے کام کی طرف پُوری توجہ نہیں کی اُس لحاظ سے اُن کے حصّے میں کم پھل ملا۔ تو یہ اعداد و شمار کے جائزے ہیں بہت سی باتوں میں راہنمائی کرتے ہیں اور اِس لئے کرتے ہیں کہ ہم ان سے استفادہ کریں۔

جہاں تک بیرونی جماعتوں کا تعلق ہے اُس کا مختصر جائزہ بھی پیش کر دیتا ہوں

یہ ابتلاء کے زمانے کے پھلوں میں سے ایک پھل ہے

کہ وقف جدید جو پہلے پاکستان تک محدود تھی، اُس کا قربانی کا دائرہ ساری دُنیا تک پھیلا دیا گیا لیکن اس سے استفادے کا دائرہ ساری دُنیا میں اُسی رنگ میں نہیں پھیلایا گیا۔ استفادہ دو طرح سے ہے۔ ایک تو جو قربانی کرتے ہیں اُن کو رُوحانی ترقی ملتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ وہ دائرہ تو بہر حال ساری دُنیا پر پھیل چکا ہے۔ لیکن اس کی آمد کہاں خرچ کی جائے گی۔ یہ دائرہ ہندو پاک تک محدود ہے۔ چنانچہ میں نے محسوس کیا کہ ہندوستان میں کئی لحاظ سے بہت کمی رہ گئی ہے۔ اور ان کو بیرونی امداد کی ضرورت ہے۔ ایک وقت تھا کہ جب ہندوستان تنہا ساری دُنیا کی امداد کر رہا تھا دینی معاملات میں۔ دُنیا کا کوئی بھی مشن آزاد نہیں تھا۔ یہ ہندوستان کی غریب احمدی جماعتیں ہی تھیں جو ساری دنیا کے مشنوں کی مدد کر رہی تھیں۔ انہوں نے کبھی وہم بھی نہیں کیا کہ ہمارا روپیہ کہاں جا رہا ہے۔ اب وقت ہے کہ تمام دُنیا کی جماعتیں ہر معاملے میں نہیں تو بعض معاملات میں

اس قرضہ حسنہ کو چکانے کی کوشش کریں

اور نیک کاموں میں ہندوستان کی جماعتوں کی مدد کریں۔ اس کی خصوصیت کے ساتھ اِس لئے ضرورت پیش آرہی ہے کہ میں نے تقسیم ملک کے بعد اب تک کے حالات کا تفصیلی جائزہ لیا تو مجھے ایک چیز نے صدمہ پہنچایا۔ میری توقعات کو ٹھوکر لگی، ٹھیس پہنچی۔ میرا یہ خیال تھا کہ تقسیم ملک کے وقت ہندوستان سے جتنے احمدی ہجرت کر کے ..... آئے تھے اور ہندوستان میں جماعت کی جتنی کمی آئی تھی، اب تک اتنا وقت گذر چکا ہے کہ وہ کمی تبلیغ کے ذریعے اور عام قدرتی نشوونما کے ذریعے پُوری ہو چکی ہو گی۔ لیکن ابھی ہم اس سے بہت پیچھے ہیں۔ ہندوستان سے جتنے آدمی ہجرت کر کے نکلے ہیں، ابھی تک، اتنے عرصے کے باوجود وہاں کی جماعتیں اُس معیار تک نہیں پہنچ سکیں۔ نہ عددی لحاظ سے، نہ مالی استطاعت کے لحاظ سے، نہ قربانی کے معیار کے لحاظ سے اور تبلیغ و اشاعت کے لحاظ سے بھی، جہاں جماعتیں پہلے بہت تیزی کے ساتھ ترقی کر رہی تھیں وہاں خوشی پیدا ہو گئی۔ اس وجہ سے جب ہندوستان کی جماعت کو تیز کیا گیا۔ اُن کو سمجھایا گیا، کہاں کہاں، کس کس رنگ میں کام کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، خدا کی رحمت کا پوٹینشل (Potential) موجود رہتا ہے۔ صرف چھیڑنے کی بات ہے۔ جیسا کہ اقبال نے کہا ہے ؎

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

تو واقعتہً ہماری مٹی زرخیز ہی رہتی ہے خواہ خشک سالی کا وقت ہو یا تر سالی کا وقت ہو۔ بہر حال بڑی تیزی کے ساتھ

جماعت ہندوستان نے نیک کاموں کی تحریک پر لبّیک کہا ہے۔

یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ اب اُن کے اندر کام کا جذبہ تو ہے، کام کرنا چاہتے ہیں لیکن پیسے پورے نہیں۔ اور بعض لوگوں میں قربانی کے معاملے میں جو سُستی تھی اُس کی طرف ابھی تک انجمن قادیان توجہ نہیں کر سکی۔ اور باوجود اس کے کہ یہاں سے کچھ کوشش بڑھانے کی کی گئی ہے لیکن ابھی خدا نے جتنی استطاعت ہندوستان کو بخشی ہے، وہ قربانی میں حسب استطاعت حصّہ نہیں لے رہا۔ اس لئے کام کو تو بہر حال نہیں رُکنا۔ جب خدا توفیق دیگا تو وہ وقت آنے پر اپنے پاؤں پر پھر کھڑے ہو جائیں گے۔ لیکن اِس عرصے میں ہم نے اُن کی باہر سے مدد کرنی ہے۔ چنانچہ وقف جدید کی جو بیرونی تحریک ہے اُس کا ایک بڑا مقصد یہی تھا۔ اور اس کے فوائد اتنے زیادہ ہیں، خدا کے فضل سے اور اس کے نتیجے میں جو فوائد ظاہر ہوئے ہیں وہ اتنے زیادہ ہیں کہ بعض ممالک میں اگر ہم بیس ۲۰ روپے صرف کریں تو جو نتیجہ نکل رہا ہے، ہندوستان میں ایک روپیہ صرف کرنے سے وہ نتیجہ نکل رہا ہے۔ یعنی بیسیوں گنا زیادہ خرچ کے مقابل پر پھل مل رہا ہے۔ بعض جگہ افریقہ میں بھی ایسے حالات ہیں۔ مختلف ممالک کے مختلف حالات ہوتے ہیں۔ جہاں خدا کی تقدیر آپ کو پھل زیادہ دے رہی ہو۔ اُس کو، اِس واقعہ کو نظر انداز کر دینا اور اس سے استفادہ نہ کرنا یہ خدا کی تقدیر کی ناشکری ہے۔

پس تمام دُنیا میں

وقف جدید کے نام پر جو رقم آپ سے لی جاتی ہے

خدا تعالیٰ کی راہ میں، اس کا یہ مصرف ہے۔ اور شُدھی کی تحریک کے مقابل پر جو جماعت احمدیہ نے تحریک شروع کی اور خدا کے فضل سے انتہائی کامیابی کے ساتھ کی؛ اُس میں بھی وقف جدید نمایاں طور پر حصّہ لے رہی ہے۔ اور بعض علاقوں میں جہاں غیروں نے سکول بنائے تھے یا ہسپتال اور شفاخانے بنائے تھے اور اِس طرح مقامی طور پر اپنے اثرات پیدا کر رہے تھے۔ مثلاً عیسائی جو مسلمانوں کو مرعوب کر رہے تھے، یا شیڈول کاسٹ (Schedule Caste) کے لوگوں کو کھینچ رہے تھے۔ وہاں بھی وقف جدید کی طرف سے جوابی کارروائی اسی رنگ میں شروع ہو گئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح نصرت جہاں سکیم نے افریقہ میں کام کیا ہے۔ اُسی طرح نصرت جہاں نو تحریک ہندوستان کے لئے ہونی چاہیئے۔ وہاں بھی انہی خطوط پر کام کو آگے بڑھانا چاہیئے۔ کیونکہ وہاں اللہ کے فضل سے پھل کی غیر معمولی توقع ہے۔ اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ بہت جلد، اگر اسی رفتار سے ہم آگے چل پڑے ہیں، پہلی منزل تو یہ ہے کہ تقسیم ہند (Partition) کے وقت ہندوستان میں جماعت احمدیہ کا جو مقام و مرتبہ تھا، پہلے اُس کو حاصل کریں گے۔ اور اُس کے بعد اگلا قدم یہ ہوگا کہ اُس کو بنیاد بنا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُن مبشر الہامات کی تعبیر کی طرف، آگے بڑھیں گے جو ہندوستان میں

اسلام اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی ترقی سے وابستہ ہے۔ اس لحاظ سے وقفِ جدید کی تحریک کو آپ بالکل کوئی معمولی، عام تحریک نہ سمجھیں۔

اس کا ہندوستان کے روحانی مستقبل کیساتھ ایک گہرا واسطہ ہے

اور ساری دُنیا کی جماعتوں کو اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ اب تک جو صورت حال سامنے آئی ہے، اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک وعدوں کا تعلق ہے، سال ۸۶-۱۹ء میں جتنے وعدے بیرونی جماعتوں نے پیش کئے۔ ۱۹۸۷ء کے سال میں اس سے قریباً نصف وعدے پیش کئے ہیں۔ یعنی آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور یہ عمومی طور پر تو ہو نہیں سکتا۔ اس لئے ضرور یہ کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ جہاں تک وصولی کا تعلق ہے وہ کم و بیش اُتنی ہی ہے۔ اس لئے یا تو غلط فہمی ہوئی ہے یا مرکزی نظام کی طرف سے پوری توجہ نہیں دلائی جاسکی۔ کچھ ہوا ضرور ہے جو اعداد و شمار بگڑے ہیں۔ کیونکہ اگر وعدوں میں اتنی کمی تھی تو وصولی میں بھی اتنی کمی ہونی چاہیئے تھی نسبت سے، وہ نظر نہیں آتی۔ جب میں نے تفصیلی جائزہ لیا تو جو بڑے ممالک ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قدم پیچھے نہیں گیا۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کوئی حسابی غلطی ہوئی ہے یا لوگوں نے سمجھا کہ وعدے لکھوانے کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ برطانیہ کا گذشتہ سال کا وعدہ ۳۶۰۰/- پاؤنڈ تھا۔ اس سال خدا کے فضل سے ۱۱۴۱۹/- پاؤنڈ کا وعدہ ہے۔ اور

بیرونی دُنیا کی جماعتوں میں برطانیہ کا چندہ ایک نمایاں مقام حاصل کرچکا ہے

اس لئے جہاں تقریباً چار گنا اضافہ ہو رہا ہو وہاں پیچھے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ دوسری امریکہ کی جماعت ہے۔ وہ اگرچہ برطانیہ سے بہت پیچھے رہ گئی ہے لیکن اس کے باوجود پچھلے سال کے مقابل پر جو کل ۸۹۳/- پاؤنڈ تھی صرف اس سال ۴۷۲۴/- پاؤنڈ ہے۔ یعنی پانچ گنا زیادہ۔ پھر سوئٹزرلینڈ ہے۔ وہاں ڈیڑھ گنا زیادہ اضافہ ہے۔ جرمنی میں بھی ڈیڑھ گنا اضافہ ہے۔ کینیڈا میں ۱ ۳/۴ گنا اضافہ ہے۔ تو جو بڑے ممالک ہیں یعنی جو باہر کی دُنیا میں چندے کی ریڑھ کی ہڈی (BACK BONE) بناتے ہیں۔ یعنی اُس چندے کی جس کو ہم دوسرے ملکوں میں منتقل کر سکتے ہیں۔ افریقہ کو میں نے اس لئے شمار نہیں کیا کہ وہاں ہم اکثر روپے کو باہر منتقل ہی نہیں کر سکتے۔ ایسے ممالک میں جو چندے کی ریڑھ کی ہڈی بنا رہے ہیں، اُن میں تو نمایاں اضافہ ہے۔ اس لئے ہمارے متعلقہ شعبے کو اپنے اعداد و شمار بھی درست کرنے چاہئیں اور توجہ دلانے کے کام کو تیز کرنا چاہیئے۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ ... جلد یہ رقم کم سے کم ایک لاکھ تک تو ضرور پہنچ جائے گی ... پاکستان کے حالات میں اگر وہ ۲۷ لاکھ سے زائد دینے والے ہیں اور ... لکھتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ تیس لاکھ تک دیدیں گے اگر وہ اتنی قربانی دے سکتے ہیں تو بیرونی ممالک میں کم سے کم ساری دُنیا کو پاکستان جتنی قربانی دینی چاہیئے۔ یہ کم سے کم معیار ہے۔ تو اس کی طرف نسبتاً زیادہ توجہ کریں۔ اور آخری بات یہ ہے کہ

اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ اس میں شامل کریں

اور اُن کے ذریعے دلوائیں۔ میرے پیش نظر صرف روپیہ نہیں ہے بلکہ روپیہ جس مقصد کی خاطر حاصل کیا جاتا ہے وہ مقصد بہرحال اوّلیت رکھتا ہے۔ یعنی تربیت۔ اور اللہ سے تعلق۔ چندہ دینے والے کا سب سے بڑا پھل سب سے بڑا اجر اس دنیا میں یہ ہے کہ وہ خدا کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور جو بچوں سے چندے دلوائے جاتے ہیں اُن کے اوپر اس تربیت کا اثر ساری زندگی رہتا ہے۔ ایسی چھاپ ہے بچپن کی نیکی، جو آگے بڑھنے کے ساتھ خود بھی بڑھتی رہتی ہے۔ اس کا نقش مٹنے کی بجائے اور زیادہ، زندگی میں گہرا ہوتا چلا جاتا ہے اس لئے آپ اپنے بچوں کو باشعور طور پر وقفِ جدید میں شامل کریں۔ یعنی وہ بچے جو باشعور طور پر داخل ہو سکتے ہیں۔ ورنہ تو پہلے دن کے بچے کو بھی، بلکہ پیدا ہونے والے بچے کو بھی مائیں چندوں میں شامل کر دیتی ہیں اور اُن کی طرف سے وعدے لکھوا دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس روح کو اور زیادہ بڑھائے۔ لیکن جو باشعور بچے ہیں اُن کے ہاتھ سے دلوانا اُن کی تعداد میں اضافہ کرنا، آپ کے لئے دوہرے اجر کا موجب بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قادیان میں
یومِ جمہوریہ کی تقریب

حسبِ سابق امسال بھی ۲۶ جنوری کو یومِ جمہوریہ کی قومی تقریب ٹاؤن ہال قادیان میں منعقد ہوئی جس میں ہندو۔ سکھ۔ احمدی (مسلمان) اور عیسائی بھائیوں نے جوش و خروش سے شرکت کی۔ پروگرام کے مطابق ٹھیک ۱۰ ۱/۲ بجے جناب بہاری لال صاحب نائب تحصیلدار قادیان نے قومی پرچم لہرایا اور گارڈ سے سلامی لی۔ اس موقعہ پر اسکول کی بچیوں نے قومی ترانہ پیش کیا اور حکیم سردار سورن سنگھ صاحب، شری وجے گپتا صاحب۔ سردار ہربنس سنگھ صاحب گھمن۔ ڈاکٹر گیدارناتھ صاحب اور نمائندہ جماعت احمدیہ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امورِ عامہ نے تقاریر کیں۔ مکرم ناظر صاحب امورِ عامہ نے اپنی تقریر میں دلکش انداز میں یومِ جمہوریہ کی اہمیت اور ہمارے فرائض سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ آخر میں جناب نائب تحصیلدار صاحب کی تقریر جس کے ساتھ ہی یہ پُرمسرت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(نامہ نگار خصوصی)

پروگرام دورہ مکرم وکیل المال صاحب تحریکِ جدید قادیان

برائے صوبہ یوپی۔ بنگال۔ کیرالہ۔ تامل ناڈو

تحریکِ جدید، عالمگیر غلبۂ اسلام کے لئے جاری عظیم الشان جہادِ کبیر ہے۔ اس کے ہر مجاہد کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور اس کے چندہ صدقہ جاریہ ہیں۔ مکرم وکیل المال صاحب تحریکِ جدید، درج ذیل پروگرام کے مطابق وصولی چندہ تحریکِ جدید و تشخیص بجٹ کے لئے جملہ جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں جملہ صدر صاحبان۔ سیکرٹریانِ مال و مبلغینِ کرام سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے ——— وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۱۳/۲/۸۸	منارگھاٹ۔ عوریاکنی	۱۶/۳/۸۸	۱	۱۷/۳/۸۸
لکھنؤ	۱۴/۲/۸۸	۱	۱۵	الانور	۱۷	۱	۱۸
کلکتہ	۱۵	۱۰	۲۵	پالگھاٹ	۱۸	۱	۱۹
مدراس	۲۶	۴	۲/۳/۸۸	پلی پورم۔ چاواگھاٹ	۱۹	۱	۲۰
کوئمبٹور	۲/۳/۸۸	۱	۳	منالوپوزا۔ آنراپورم			
مینگلور۔ موگرال	۳	۳	۶	ارناکولم۔ کوچین۔ آلپی	۲۰	۲	۲۲
منجیشور۔ مرکرہ				کاکناڈ			
پینگاڈی	۶/۳/۸۸	۱	۷	کروناگپلی			
کینانور۔ کڈلائی	۷	۲	۹	آدی ناڈ۔ کوئیلون	۲۲	۳	۲۵
کوڈالی۔ متانور	۹	۱	۱۰	کوٹار	۲۵	۱	۲۶
کالیکٹ۔ کوڈیاتھور	۱۰	۳	۱۳	میلاپالیم	۲۶	۱	۲۷
پتہ پیریم۔ ملاپورم	۱۳	۱	۱۴	ٹوٹوکورین			
دانیمبلم	۱۴	۱	۱۵	سنتان کولم	۲۷/۳/۸۸	۱	[illegible]/۳/۸۸
کرولائی۔ کانکولم	۱۵	۱	۱۶	قادیان	-	-	

بقیہ اخبارِ احمدیہ

دلی تعزیت اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلندی درجات سے نوازے اور پسماندگان کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قسط سوئم (آخری)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

غرباء و مساکین سے عدل و انصاف

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ۔ بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء

دولت کے اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت

کے بعد سرکارِ دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں لوگوں کو غرباء کی خبرگیری اور ان کی ضروریات پر اُبھارا اور اُمراء کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ آپ نے سورۃ البلد کی ان آیات سے دُنیا کو آگاہ فرمایا جسمیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَقُوْلُ اَھْلَکْتُ مَالًا لُّبَدًا کہ ہر مالدار دُنیا میں کہتا پھرتا ہے کہ مَیں بڑا مالدار ہوں۔ مَیں نے ڈھیروں ڈھیر روپیہ دُنیا میں خرچ کیا ہے اور روپیہ خرچ کرنے میں ہرگز کسی چیز کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اب بتاؤ مجھ سے زیادہ حقدار دُنیا میں اور کون ہے جسے عظمت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ فرماتا ہے اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَہٗٓ اَحَدٌ کہ کیا وہ نادان یہ خیال کرتا ہے کہ دُنیا میں اُسے کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔ وہ ایک ایک دن میں سَو سَو اُونٹ ذبح کرکے یہ خیال کرتا ہے کہ اُس نے گویا ملک کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ کیا دُنیا اندھی ہے کہ وہ یہ نہیں سمجھتی کہ یہ جو سَو اونٹ ذبح کیا گیا ہے محض اِس لئے ہے کہ تا اسے شہرت اور عزّت کی نگاہ سے دیکھا جائے اگر فی الحقیقت اس کے دل میں غریبوں کی تکالیف کا احساس ہوتا اور اُن کی غربت اور تکلیف کو دُور کرنے کا جذبہ اپنے اندر رکھتا تو سَو سَو اونٹ ایک دن میں ذبح کرنے کی بجائے وہ سَو دنوں میں ایک ایک اونٹ ذبح کرتا تاکہ غرباء ایک لمبے عرصہ تک بھوک کی تکلیف سے بچے رہتے مگر اس کے اندر یہ بات تو تھی ہی نہیں۔ وہ تو یہ چاہتا تھا کہ ملک میں میری عزّت اور شہرت ہو۔ پھر فرماتا ہے اَلَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ عَیْنَیْنِ ۙ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ ۙ وَ ھَدَیْنٰہُ النَّجْدَیْنِ ۔ کہ کیا مَیں نے اسے آنکھیں نہیں دی تھیں۔ کیا وہ نہیں دیکھتا کہ ملک کی کیا حالت ہے اور غریب بھوک کر مر رہے ہیں اور کوئی ان کا پرسانِ حال نہیں ہے اور اگر بالفرض اسے اپنی آنکھوں سے ملک کا حال نظر نہیں آتا تھا تو کیا اُس کے مُنہ میں زبان نہیں تھی کہ لوگوں سے ملک کی حالت دریافت کرلیتا اور روپیہ کا صحیح مصرف پوچھ لیتا اور پھر اگر اسے بھی باور کرلیا جائے کہ اس نے اپنی آنکھوں سے کام لینے میں کوتاہی کی اور زبان ہلانے تک سے غافل رہا تو پھر کیا ہم نے اس کی فطرت میں یہ مادہ نہیں رکھا تھا کہ وہ دینی و دُنیوی ترقی کے لئے کوشش کرے کیا ہم نے اس کی فطرت میں یہ مادہ نہیں رکھا تھا کہ یہ خدا تعالیٰ کو پانے اور اس سے محبّت پیدا کرنے کی تدابیر اختیار کرے اور کیا ہم نے اس کی فطرت میں یہ مادہ نہیں رکھا تھا کہ یہ بنی نوع انسان سے حُسنِ سلوک کرے۔ لیکن اگر اس نے ان تینوں ذرائع سے کام نہیں لیا اور بغیر سوچے سمجھے روپیہ خرچ کر ڈالا تو گویا اس نے روپیہ کو خرچ نہیں کیا بلکہ اسے تباہ کیا ہے۔ پھر فرماتا ہے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَۃَ کہ چونکہ باوجود اس کے کہ اس کی آنکھیں تھیں غرباء کا حال دیکھ سکتا تھا۔ اس کی زبان اور ہونٹ سلامت تھے۔ یہ لوگوں سے پُوچھ کر حالات سے آگاہ ہوسکتا تھا۔ اور اس کی فطرت میں بنی نوع سے حُسنِ سلوک کرنے کا مادہ بھی تھا۔ مگر ان تمام باتوں کے باوجود وہ اس گھاٹی پر نہیں چڑھ سکا اور چڑھائی پر چڑھنا اس کے لیے مشکل ہوگیا۔ پھر فرماتا ہے وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا الْعَقَبَۃُ کہ تمہیں کچھ معلوم ہے کہ چوٹی پر چڑھنے کا کیا مطلب ہے۔ یعنی ہم نے جو یہ کہا کہ وہ چوٹی پر نہ چڑھ سکا تو تم نہیں سمجھ سکے ہوگے کہ اس کا کیا مطلب ہے اس لئے آؤ ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ہمارا اس سے کیا مطلب ہے۔ فرمایا فَکُّ رَقَبَۃٍ کہ اس سے ہمارا یہ مطلب یہ ہے کہ وہ غلام جو اپنے باپوں اور اپنی ماؤں اور اپنے بھائیوں اور اپنی بہنوں سے جُدا ہیں اور اُمراء کے قبضہ میں مقیّد ہیں۔ کیا اس کے دل میں یہ کبھی خیال نہیں آیا کہ ان کو آزاد کرے تا وہ بھی آزادانہ زندگی کی فضا میں جئیں سانس لے سکیں۔ اور اس کے بعد فرمایا۔ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ ۔ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَۃٍ اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَۃٍ ۔ کہ بجائے اس کے کہ یہ سَو سَو اونٹ ایک ایک دن میں ذبح کرتا اور اُمراء کی شاندار دعوت کرتا۔ کیوں اس نے ایسا نہ کیا کہ وہ غرباء و مساکین کو کھانا کھلاتا۔ خصوصاً قحط کے دنوں میں کہ جب ان کے گھروں میں غلّہ کی شدید تکلیف ہوتی ہے اور ان میں سے اکثر فاقہ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں یا پھر یتیم کو ہی کھانا کھلا دیتا یا پھر اس نے کیوں نہ ایسے مسکین کو کھانا کھلایا جو ذَا مَتْرَبَۃٍ تھا یعنی اپنی کمزوری اور ضعف کی وجہ سے احتجاج بھی نہیں کرسکتا تھا اور کسی کے دروازے پر دستک بھی نہیں دے سکتا تھا بلکہ ایسا تھا جیسے مٹی پر گری پڑی کوئی چیز ہو۔

اُمراء کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے بعد ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء و مساکین کی بدحال زندگی کو خوش حال زندگی میں تبدیل کرنے کی خاطر نظامِ زکوٰۃ کا اجراء فرمایا جس کے ذریعہ امیر لوگوں کی دولت پر حالات کے اختلاف کے ساتھ اڑھائی فیصد شرح سے لے کر بیس فیصد شرح تک ٹیکس عائد کیا گیا اور اس ٹیکس سے حاصل دولت کی غرض و غایت کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَآئِھِمْ وَ تُرَدُّ عَلٰی فُقَرَآئِھِمْ ۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ)

کہ زکوٰۃ کے نظام کا واحد مقصد یہ ہے کہ امیروں کے اموال کا ایک حصہ کاٹ کر غریبوں کی طرف لوٹایا جائے۔

"تُرَدُّ یعنی" لوٹایا جائے" کے الفاظ کو انتہائی حکیمانہ انداز میں استعمال فرماکر آپ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ زکوٰۃ کا ٹیکس کوئی صدقہ خیرات نہیں کہ جو غریبوں اور مسکینوں کو بطور احسان دیا جائے۔ بلکہ وہ امیروں کی دولت میں غریبوں کا ابدی حق ہے جو انہیں طبعی طریق سے حاصل ہے کیونکہ جیسا کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ہر مال کے پیدا کرنے میں غریبوں اور مزدوروں کا کافی دخل ہوتا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی نیکی کے معیار کو بلند کرنے اور اخوّۃ کے جذبات کو ترقی دینے کے لئے لوگوں کو صدقہ خیرات کی تلقین کی اور آپ نے اس طوعی نظام کے تحت غریبوں اور مسکینوں کی امداد پر اتنا زور دیا اور اپنا عملی نمونہ اس طور پر دُنیا کے سامنے پیش کیا کہ رہتی دُنیا تک اس کی نظیر نہیں تلاش کی جاسکتی۔ چنانچہ بخاری میں روایت ہے کہ

"رمضان کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ غریبوں اور محتاجوں کی امداد میں اس طرح چلتا تھا کہ جس طرح ایک تیز آندھی چلتی ہے جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔" (بخاری)

پھر آپ نے نہ صرف زکوٰۃ کا لازمی نظام اور صدقہ خیرات کا طوعی نظام جاری فرماکر غرباء و مساکین کی بدحالی کو خوش حالی میں تبدیل فرمایا بلکہ مالِ غنیمت کی منصفانہ تقسیم میں بھی ان کا حصہ مقرر فرما کر ان کے حقوق کی حفاظت کی۔

دینی اور رُوحانی امور میں عدل و انصاف

سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب دُنیا میں تشریف لائے تو دُنیا مذہبی اجارہ داری کی زنجیروں میں اس طرح جکڑی ہوئی تھی کہ بظاہر اس سے باہر آنے کی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ غرباء و مساکین خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں انہیں یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ اُمراء اور صاحبِ اقتدار لوگوں کی طرح آزادانہ طور پر مذہبی امور میں حصہ لے سکیں اور انہی کی طرح مذہبی رسوم ادا کرسکیں۔ عبادت گاہیں بھی ان کی پہنچ سے بہت دُور تھیں۔ چنانچہ خانہ کعبہ پر قریش کی اجارہ داری تھی یہودیت اور عیسائیت جو اس وقت ارد گرد کے ماحول پر چھائی ہوئی تھی' ان میں بھی اجارہ داری کا سلسلہ جاری تھا۔ چنانچہ ان کے متعدد دینی امور بلکہ بعض تمدنی امور بھی ایک پریسٹ کی وساطت کے بغیر سرانجام نہیں دیئے جاسکتے تھے اچھوتوں کو مذہبی رسومات ادا کرنے میں وہ حقوق حاصل نہ تھے جو ایک برہمن کو حاصل تھے۔ غرضیکہ دینی اور رُوحانی

اُمور میں بھی انصاف کا توازن بالکل بگڑا ہوا تھا اور غرباء و مساکین کے حقوق پامال تھے۔

چنانچہ ہمارے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا کی اس ابتر حالت کا مشاہدہ کیا تو آپ کا دل بھر آیا۔ آپ نے قرآن حکیم کے الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات: ۵۷)

کہ انسان کی پیدائش کا مقصد واحد صرف اور صرف یہ ہے کہ انسان اپنے خالق و مالک کا سچا عبد بن جائے اور اس کے حضور میں سر بسجود ہو کر اپنی عبودیت کی شہادت دے۔

پس سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے اس اصل کو پیش فرما کر گویا اس بات کی وضاحت کر دی کہ غریب ہو یا امیر بحیثیت انسان ہر ایک کو اپنے خالق و مالک کی عبادت کا پورا پورا حق حاصل ہے اور پھر آپ نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی قوت و طاقت کی بناء پر مسجد سے اس لئے روکتا ہے کہ وہ اس میں اپنے پروردگار کی عبادت کرے تو وہ یہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ اس کے بارہ میں یہ ہے کہ وہ بہت بڑا ظالم ہے اور اس کے اس ظالمانہ سلوک کا نتیجہ اس طور پر نکلے گا کہ وہ دنیا میں نہ صرف ذلیل و خوار ہوگا بلکہ آخرت میں بھی عذاب عظیم کی صورت میں آگ اسے اپنی لپیٹ میں لے لیگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۚ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

(البقرة : ۱۱۵)

یعنی اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی مساجد سے لوگوں کو روکا کہ ان میں اس کا نام لیا جائے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو گیا ان لوگوں کے لئے مناسب نہ تھا کہ ان مساجد کے اندر داخل ہوتے مگر خدا سے ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑا عذاب مقدر ہے۔

گویا اس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ایک طرف عبادت الٰہی کے انسانی حقوق کی وضاحت فرما کر اس میں غریبوں اور مسکینوں کو شامل کر لیا تو دوسری طرف ان لوگوں کو جو غریبوں اور مسکینوں کو لاشئے محض خیال کر کے خدا کے گھر میں خدا کی عبادت سے روکتے ہیں۔ خدائی فیصلہ کے مطابق ظالم قرار دیدیا اور اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ اگر ایک طرف اجارہ داری کے نقوش ہمیشہ ہمیش کے لئے مٹ گئے تو دوسری طرف عابدوں کی انجمن میں غرباء اب اُمراء کے ساتھ ذوق و شوق سے شریک ہونے لگے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت پا کر اس میدان میں کئی لحاظ سے اُمراء سے آگے نکل گئے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ

ایک دفعہ چند غریب مسلمانوں نے آکر خدمت اقدس میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! اُمراء ہم سے اُخروی درجہ میں بھی بڑھتے جاتے ہیں۔ نماز روزہ جس طرح ہم کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں لیکن صدقات و خیرات سے جو نیکیاں اُن کو ملتی ہیں، ان سے ہم محروم ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ بات نہ بتاؤں جس سے تم اگلوں کے برابر ہو جاؤ اور پچھلوں سے بڑھ جاؤ اور پھر کوئی تمہاری برابری نہ کر سکے۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ بتایئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ - ۳۳ دفعہ سبحان اللہ۔ الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ چنانچہ یہ اس پر عمل کرتے رہے۔ کچھ دن کے بعد یہ وفد پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہمارے دولتمند بھائیوں نے بھی یہ وظیفہ سن لیا اور پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ فرمایا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ (بخاری و مسلم)

اس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی اور روحانی اُمور میں عدل و انصاف کا ایک ایسا دلنشین میزان قائم کیا اور اس کے ذریعہ اسلام کے روحانی معاشرہ میں یکجہتی اور مساوات کا ایسا دلکش نظارہ دنیا کو دکھلایا کہ آج بھی دنیا انگشت بدنداں ہے۔ مساجد میں پنجوقتہ نماز اور عیدین کی نماز اور حج کی عبادت اس کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء و مساکین کی فضیلت کو دنیا میں قائم کیا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف عدل و انصاف کے محمدی میزان کو دنیا میں قائم کر کے غرباء و مساکین کے مافات حقوق بحال فرما دیئے بلکہ ان کی عزت و ناموس کو اور ان کی قدر و منزلت کو دلوں میں بٹھایا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا

"أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ"

(بخاری و مسلم)

کیا میں تم کو نہ بتلاؤں کہ جنتی لوگ کون ہیں؟ اور پھر فرمایا کہ ہر وہ کمزور شخص جسے لوگ کمزور اور حقیر سمجھتے ہیں اگر وہ خدا کے اعتماد پر قسم کھا لے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا کر دے۔

پھر ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا:۔

اِحْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ. فَقَالَتِ النَّارُ فِيَّ الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ. وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فِيَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاكِينُهُمْ فَقَضَى اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَإِنَّكِ النَّارُ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ. وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا۔"

(مسلم)

کہ جنت اور دوزخ میں مناظرہ ہوا۔ اور ہر ایک نے ایک دوسرے پر اپنی فوقیت ثابت کی۔ دوزخ نے کہا کہ میرے اندر بڑے سے بڑے ظالم اور مغرور اور متکبر انسان داخل ہوں گے اور جنت نے کہا کہ میرے اندر کمزور اور مسکین داخل ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کا فیصلہ فرمایا۔ جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے جس پر چاہوں گا تیرے ذریعہ رحمت کروں گا اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے جس کو چاہوں گا تیرے ذریعہ سے عذاب دوں گا اور تم میں سے ہر ایک کو پر کرنا مجھ پر ضروری ہے

پھر بخاری اور مسلم میں روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ (بخاری و مسلم)

کہ میں (شب معراج میں) جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ جنت میں داخل ہونیوالے زیادہ تر غرباء و مساکین ہیں اور مالداروں کو جنت میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ لیکن دوزخیوں کو دوزخ کی طرف لیجانے کا حکم دیدیا گیا اور میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو دوزخ میں جانے والوں میں سے زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دُعا کرتے وقت یہ کہا کرتے تھے کہ:۔

خداوندا! مجھے مسکین زندہ رکھ۔ مسکین اُٹھا اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر کر۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیوں؟ تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ دولتمندوں سے پہلے جنت میں جائیں گے اور فرمایا کہ اے عائشہ! کسی مسکین کو اپنے دروازہ سے نامراد نہ پھیرو گو چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اے عائشہ! غریبوں سے محبت رکھو اور ان کو اپنے سے نزدیک کرو تو خدا بھی تم کو اپنے سے نزدیک کرے گا۔

(مشکوٰۃ باب فضل الفقراء)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم میری رضامندی کو اپنے ضعیفوں میں تلاش کرو اس لئے کہ تمہارے دشمنوں کے مقابلہ میں تمہیں مدد اور تم کو رزق، تمہارے ضعفاء اور کمزوروں ہی کی بدولت دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

غرض کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کے منصب پر فائز فرمایا تھا۔ اس لئے آپ نے غرباء و مساکین کے علاوہ دنیا کے سبھی بے کسوں اور مجبوروں کی اس طور پر خدمت کی اور ایسا اعلیٰ نمونہ اخلاق فاضلہ کا دنیا کو دکھلایا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر آپ کی ستائش میں رطب اللسان ہو گئے۔

چنانچہ مہاتما گاندھی نے سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا:۔

"جس وقت تمام یورپ پر اندھیرا چھایا ہوا تھا اس وقت ایک روشن اور چمکدار تارہ مشرق کے آسمان پر چمکا۔ اس نے نہ صرف ساری دنیا کو روشن کیا بلکہ تمام مصیبت زدہ مخلوق کو آرام و راحت پہنچائی۔ اسلام ان مذاہب میں نہیں جو جھوٹے کہے جا سکتے ہیں۔ اگر ہندو احترام کیساتھ اسلام کا مطالعہ کریں تو یقیناً وہ بھی میری طرح اس کا احترام کرنے لگیں گے۔

(منقول از اخبار الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۳)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

رُوح پرور مجلسِ علم و عرفان (بقیہ صفحہ اوّل)

پھر وہ اس کو نہیں بچاتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

لا یغیّر ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم ۵

اللہ تعالیٰ قوموں کی تقدیر کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود نہیں بدلتے۔ اس طرح خود لوگ اپنے اچھے مقدر کو بُرے مقدر میں بدلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا۔ لیکن جب ایک دفعہ لوگ بدلنا شروع ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان کے مقدّر بدل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایک دفعہ اُن کے بد اعمال کی بدولت اُن کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو پھر کوئی بھی ان کو اللہ تعالیٰ کی اس سزا سے نہیں بچا سکتا۔ لہٰذا جب احمدی بدلنا شروع ہو جائیں گے تب اُن کا انجام بھی وہی ہوگا۔

حضور اقدس نے فرمایا۔ ایسا کب ہوگا اور کیسے ہوگا نیز کتنے عرصے تک احمدیت میں خلافتِ راشدہ رہے گی۔ یہ ہیں وہ باتیں جو غور طلب ہیں اور جن کے جوابات مَیں اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعلقہ تحریرات سے دوں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ مَیں آخری ایک ہزار سال کا مجدد ہوں۔ اسی طرح ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ہم آخری ساتویں ہزار سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ ایک ہزار سال تک خلافت رہے گی۔ اس کے بعد دُنیا ختم ہو جائے گی۔ قیامت ہزار سال کے ختم ہونے پر آئے گی۔ گویا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ایک ہزار سال خلافت رہے گی اور احمدیت بھی کسی حد تک دینِ حق کی پابند رہے گی کیونکہ ایک قسم کا زوال تو احمدیت پر اب بھی شروع ہو چکا ہے۔ کیونکہ آج احمدیوں کے تقویٰ اور ایمان کا وہ معیار ہرگز نہیں جو معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔ لہٰذا یہ خیال کر لینا کہ جماعت کی نیکی اور تقویٰ کا معیار ہمیشہ کے لئے وہی رہے گا جو شروع میں تھا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی، خوش فہمی ہے۔ ہاں! ایک بات ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں، اور اس بات پر میرا اپنا پختہ ایمان ہے کہ جب تک اسلام تمام دُنیا کے مذاہب پر فتح حاصل نہیں کر لیتا، انشاء اللہ احمدیوں کی ایک بڑی تعداد تقویٰ اور ایمان کے اس معیار پر پوری اُترے گی جو خلافتِ راشدہ کے قیام کے لئے ضروری ہے اور ان میں خلافتِ راشدہ کا قیام بھی اس وقت تک رہے گا جب تک قرآن کریم کی۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ والی عظیم الشان پیشگوئی پوری نہ ہو جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد نہ پورا ہو جائے جب احمدیت کے ذریعے اسلام ساری دُنیا میں پھیل جائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے سپرد جو کام کیا گیا تھا پورا ہو جائے گا۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئی کے مطابق دُنیا میں امن اور سلامتی کا دَور دَورہ ہوگا تو انسانیت اپنے اس سنہری دَور میں داخل ہو جائے گی جس کے دعوے ابتداءِ آفرینش سے تمام انبیاء علیہم السلام سے کئے جاتے رہے ہیں، جن کے مطابق اس سرزمین پر بسنے والے تمام انسان بالآخر ایک دین اور ایک مذہب پر اکٹھے ہو جائیں گے اور ان کو ایک نقطے پر اکٹھے کرنے والا مذہب اسلام ہوگا جو دُنیا کے مذاہب میں سے سب سے آخر میں آنے والا اور سب سے مکمل مذہب ہے۔ جب احمدیت اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گی اور اُس کا مقصدِ اعلیٰ پورا ہو جائیگا اور وہ اپنی بلندیوں کو چھُو لے گی تب مکمل فتح کے بعد اس کو مزید تگ و دَو کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہر فتح اور کامیابی انسانی دماغ میں فتوحات کا نشہ پیدا کر دیتی ہے۔ اور انسان آہستہ آہستہ اپنے مقصدِ حیات سے غافل ہوتا ہُوا مکمل طور پر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی اس بعد کے زمانے سے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مَیں احمدیت کی مالی حالت کے متعلق ہرگز فکرمند نہیں ہوں۔ مال تو ضروریات کے مطابق بہت آئیگا۔ مجھے خطرہ صرف اس بات کا ہے جب ایسا وقت آئے گا کہ احمدیت کے پاس بے شمار مال ہوگا تو کیا میری جماعت میں اس قدر متقی اور پرہیزگار لوگ موجود ہوں گے جو اللہ کے نام پر جمع ہونے والے اس مال کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ کر سکیں گے یا اس مال کو خرچ کرنے والے بے ایمان ہوں گے۔

اس بیان کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَیں بڑے بڑے پیٹوں والے لوگوں کو سونے چاندی کے ڈھیروں پر بیٹھے دیکھتا ہوں۔ اگرچہ وہ احمدی کہلانے والے ہوں گے لیکن میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مَیں اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی اصلیت کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ قیامت سے کیا مراد ہے اور ایک ہزار سال کا کیا مطلب ہے اور اس کے بعد کیا ہوگا۔

فرمایا: جب ہم یہ کہتے ہیں کہ عہدِ نبوت سات ہزار سال تک محدود ہے چونکہ آدمؑ چھ ہزار سال پہلے آیا تھا اور ایک ہزار سال تک دُنیا ختم ہو جائے گی تو موجودہ انسانی تاریخ کے پیشِ نظر یہ بیان بظاہر غلط نظر آتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے یہ فرما کر کہ

ھل اتٰی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکورا

ہماری یہ مشکل حل کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انسانی تاریخ میں ایسا زمانہ نہیں آیا جس وقت وہ اس قابل نہیں تھا کہ اُس کا ذکر کیا جائے۔ قرآن کریم کے اس ارشاد کا تعلق اس دَور سے ہے۔ جو حضرت آدم کے آنے سے پہلے کا دَور تھا۔ اس دَور کا انسان ایک جانور کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ باوجودیکہ انسان اس دَور میں بتدریج اللہ تعالیٰ کی وحی قبول کرنے کے لئے تیار کیا جا رہا تھا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کا وجود نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور وحیٔ الٰہی کے بغیر انسانی زندگی بے معنی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تاریخ انسانی کی ابتداء اس وقت سے ہوئی ہے جب حضرت آدمؑ کے وقت اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ انسان سے تعلق قائم کیا۔ بعینہٖ آئندہ زمانے میں تعلق باللہ ختم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نظر میں انسانی تاریخ کا وجود ختم ہو جائے گا۔ آخری سات ہزار سال کے بعد دُنیا انہی معنوں میں ختم ہوگی جن معنوں میں آدمؑ کے وقت شروع ہوئی۔ انسان من حیث الوجود ختم نہیں ہوگا بلکہ یہ ممکن ہے کہ آدمؑ کے بعد ایک لمبے عرصے تک رہے۔ لیکن جہاں تک اس کے تقویٰ اور نیکی کا تعلق ہے اس لحاظ سے وہ ختم ہو کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کہلانے کا مستحق نہیں رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک ہزار سال کی مجددیت کا بھی یہی مطلب ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ یہ مت خیال کرو کہ دُنیا ایک ہزار سال کے فوراً بعد ختم ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ انسان کو اس کے بعد ایک لاکھ سال تک رہنے کی اجازت دی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ بے حد صبر والا ہے۔ لیکن وہ بے مقصد زندگی ہوگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں لفظ قیامت کے معنی روحانی طور پر قیامت آنے کے ہیں۔ جہاں تک احمدیت کا تعلق ہے، آخری ہزار سال اس کے عروج کے لئے مقدر ہے، اور اس میں احمدیت انشاء اللہ اپنے اعلیٰ معیار کو برقرار رکھے گی۔ یہ زمانہ احمدیت کے منتہائے عروج پر پہنچنے کا زمانہ ہے۔ اس ہزار سال کے دوران ایک بڑی تعداد احمدیوں کی، تقویٰ کی راہوں پر گامزن رہے گی اور وہ اپنی نیکیوں اور ایمان کی وجہ سے متقی کہلائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کی بارش اُن پر برستی رہے گی۔ اُن کو اللہ تعالیٰ فتح و کامرانی سے ہمکنار کرے گا۔ ایک ہزار سال کے بعد جب ان پر روحانی موت طاری ہو جائے گی تب اُن کو ایک وارننگ دی جائے گی جس پر توجہ نہیں دی جائے گی۔ اس وارننگ کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کب آئے گی۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ہزار سال سے کہیں بعد میں آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک دن بعض اوقات پچاس ہزار سال کا ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات پانچ ہزار سال کا۔ اس کا صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں لیکن ایک بات یقینی ہے کہ اس کے بعد انسانیت کی صف لپیٹ دی جائے گی۔

فرمایا:۔ اس سلسلے میں اس بات کو ایک اور پہلو سے سمجھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام پُرانی اُمتوں کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ جب کوئی نبی آیا اور جب تک اُس کی اُمت ٹھیک رہی، اُس نبی کے مذہب کو دُنیا میں رہنے کی اجازت ملی۔ جب دُنیا پھر اُسی مقام پر آ گئی جس مقام پر نبی کے آنے سے پہلے تھی اور اُن کے مذہب پر موت وارد ہو گئی تو پھر اُس کے مذہب کو نیست و نابود کر دیا گیا اور اُس کی جگہ ایک نیا مذہب آنے لگا اور وہ لوگ تاریخ پارینہ بن گئے۔ مثال کے طور پر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے آنے کے بعد یہود کی حیثیت اللہ تعالیٰ کی نظر میں ختم ہو گئی حالانکہ

دُنیاوی لحاظ سے وہ آج بھی بہت مضبوط ہیں۔ لیکن روحانیت کے لحاظ سے ان کا مذہب بالکل مُردہ ہے۔ اسی طرح عیسائیت کا عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مرچکا ہے۔ اگرچہ مادی لحاظ سے وہ آج بھی بہت طاقتور ہیں۔ ایسا سلوک احمدیت کے ساتھ کیوں نہیں ہو سکتا۔ ایک ہزار سال کے بعد بھی احمدی رہیں گے۔ خلفاء بھی آتے رہیں گے لیکن نہ وہ خلفاء کہلانے کے مستحق ہوں گے اور نہ ہی احمدیہ جماعت صحیح اور حقیقی معنوں میں جماعت احمدیہ کہلانے کی مستحق ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ انسان کہلانے کے مستحق بھی نہیں ہوں گے مسلمان اور احمدی تو کُجا!

سوال:- دُعائے قنوت صرف عشاء کی نماز میں ہی کیوں فرض کی گئی ہے نیز کیا باقی نمازوں میں اُسے پڑھا جا سکتا ہے؟

جواب:- دُعائے قنوت کو ہر نماز میں اس لئے لازمی قرار نہیں دیا گیا کہ یہ ایک لمبی دُعا ہے اگر اُس کو ہر نماز میں پڑھنے کا حکم دیا جاتا تو اُمت مسلمہ کے لئے اس کی تکرار کو برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دُعا کو صرف عشاء کی نماز میں فرض قرار دینے پر اکتفا فرمایا ہے۔ سوائے سورۃ فاتحہ کے اور کوئی سورۃ یا آیت ہر نماز کے لئے فرض نہیں کی گئی باقی آیات پر کوئی پابندی نہیں خواہ اُن کو بدل کر پڑھ لیا جائے یا ایک ہی بار پڑھ لے کسی قسم کی کوئی ممانعت نہیں جس طرح چاہے کر سکتا ہے۔ دُعائے قنوت کو صرف ایک بار فرض کر دیا گیا ہے یہ کم از کم ہے اُس کو ایک بار سے زیادہ پڑھنے پر پابندی نہیں لگائی گئی دوسری آیات کی طرح ہر انسان اُس کو بھی اپنی بساط کے مطابق زیادہ دفعہ پڑھ سکتا ہے۔

سوال:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کُتب میں نفس امارہ کو ختم کرنے کا ذکر آتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کا ترجمہ کرنے والوں نے نفس امارہ کا ترجمہ غلطی سے Ego کر دیا ہے جو قطعاً درست نہیں کیونکہ نفس ایک طاقت (EGO) ہے جو انسان کو اچھائی کی ترغیب بھی دیتا ہے اور برائی پر بھی آمادہ کرتا ہے۔ نفس کو ختم کرنے کا مطلب حقیقتاً زندگی کو ہی ختم کر دینا ہے۔ لہذا نفس کو ختم کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہاں نفس امارہ پر کسی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے اور اس کا ذکر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ نفس امارہ نفس کا وہ حصہ ہے جو انسان کو برائی پر آمادہ کرتا ہے۔ اور غلط قدم اٹھانے کی خواہش دل میں پیدا کرتا ہے خواہ اس سے اللہ تعالیٰ کے قوانین کی خلاف ورزی ہی کیوں نہ ہوتی ہو۔

حضور نے فرمایا نفس امارہ پر قابو پایا جا سکتا ہے لیکن اس کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا پوری انسانی تاریخ میں صرف ایک دفعہ ایسا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایسے واحد انسان ہیں جن کے معاملے میں نفس امارہ کا وجود بالکل نیست و نابود ہو گیا تھا۔ خواہش اور EGO بالکل مر چکی تھی لیکن باقی انبیاء کرام کے معاملے میں نفس امارہ موجود تھا گو وہ پوری طرح اُن کے کنٹرول میں تھا اور متحرک نہیں تھا۔ لیکن تھا ضرور اسی لئے شیطان نے اُن کو ورغلانے کی کوشش ضرور کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم کی مثال لے لیں شیطان نے اپنی پوری کوشش کی گو وہ اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہوا لیکن کوشش ضرور کی گئی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس کا وہ حصہ بالکل مر چکا تھا اور خواہش کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا تھا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی فتح تھی ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو بتایا کہ ہر پیدا ہونے والا انسان اپنی ماں کے پیٹ سے شیطان لے کر پیدا ہوتا ہے صحابہ کرام نے حیران ہو کر پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ بھی؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہاں میں بھی لیکن میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے مطلب یہ ہے کہ اس کا وجود ختم ہو چکا ہے۔

سوال:- احادیث نبویہ کا وہ مجموعہ جو صحاح ستہ کہلاتا ہے مستند ہونے کے لحاظ سے کیا ترتیب رکھتا ہے؟

جواب:- یہ ایک وسیع مضمون ہے آپ مجھے ان کتب پر اظہار خیال کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں جو قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ مستند کتب مانی جاتی ہیں اس کا مفصل جواب دینے کے لئے ایک تو وقت بہت درکار ہے دوسرے اس کے لئے پہلے تیاری کی ضرورت ہے لیکن مختصراً میں یہ بتا سکتا ہوں کہ حضرت امام بخاری کی کتاب "البخاری" سب سے بہتر اور مستند مانی جاتی ہے۔ علماء دین اور محققین اس بات پر متفق ہیں کہ جہاں تک ریسرچ کے معیار اور مستند ہونے کا تعلق ہے "البخاری" اول درجہ پر ہے لیکن علماء میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جن کا موقف ہے کہ حضرت امام مالک کی موطا کا معیار مستند ہونے میں امام بخاری کے برابر ہے کیونکہ حضرت امام مالک کو احادیث اکٹھی کرنے میں زمانہ کے لحاظ سے اوّلیت حاصل ہے اگرچہ "موطا" بنیادی طور پر فقہ کی کتاب ہے لیکن حضرت امام مالک نے اس مقصد کے لئے ایک بہت بڑی تعداد احادیث کی بالکل اسی طریق کار کو استعمال کرتے ہوئے اپنی لائینوں پر کام کرتے ہوئے اکٹھی کی ہیں جن لائینوں پر بعد میں آنے والے محدثین نے کام کیا ہے یعنی حدیث بیان کرنے والوں کا باہمی ربط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک برقرار رکھتے ہوئے روایات بیان کرنے والوں کے نہ صرف نام دئے ہیں بلکہ یہ بھی چھان بین کی ہے کہ وہ کس قسم کے لوگ تھے حضرت امام مالک نے جن شرائط اور اُصولوں کے تحت احادیث اکٹھی کی ہیں حضرت امام بخاری نے اُن کو معیاری تسلیم کرتے ہوئے خود بھی اختیار کیا ہے لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ "موطا" میں موجود ہے وہ بخاری میں بھی موجود ہے لیکن "موطا" مقابلتہً "بخاری" سے بہت چھوٹی کتاب ہے مستند ہونے کے لحاظ سے بخاری کے برابر ہے۔ لیکن زمانہ کے لحاظ سے موطا کو اوّلیت حاصل ہے۔ مجموعی طور پر "صحاح ستہ" میں "البخاری" کی حیثیت نہایت نمایاں ہے فرمایا محققین کی ایک بڑی تعداد اس بات پر متفق ہے کہ درمیانی ربط اور ترتیب میں حضرت امام مسلم کی کتاب "المسلم" کو فوقیت حاصل ہے اس کے علاوہ باقی تمام معاملوں میں اس کا نمبر دوسرا ہے لیکن محققین کا ایک طبقہ مندرجہ بالا گروہ سے اختلاف رکھتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک حضرت امام بخاری کی کُتب میں احادیث میں باہمی ربط اور ترتیب ایک خاص نوعیت کی ہے جس کو ایک عام آدمی سرسری نظر سے نہیں سمجھ سکتا حضرت امام بخاری نے احادیث اکٹھی کرنے کے سلسلے میں جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ اپنی قسم کے لحاظ سے بالکل انوکھا اور اچھوتا ہے وہ ہر حدیث کو قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی روشنی میں بیان کرتے ہیں نیز انہوں نے احادیث کو مختلف عنوانات کے تحت جمع کیا ہے۔ اور ہر ٹائیٹل یا عنوان سے حضرت امام بخاری کی اس حدیث کے متعلق اپنی رائے ظاہر ہوتی ہے جو انہوں نے الفاظ کو درمیان میں لائے بغیر ظاہر کر دی ہے اس طریقہ سے احادیث سے متعلق اُن کے اپنے فیصلے کا پتہ چل جاتا ہے اور ان کے نزدیک اس حدیث کا مقام اور درجہ کیا ہے اور اس حدیث کو دوسروں پر فوقیت ہے یا دوسروں کو اس پر نیز متعلقہ حدیث میں کون سا اہم نقطہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا طالب علمی کے زمانہ میں میں خود بھی حضرت امام بخاری کے اس منفرد طریقہ کار سے بہت متأثر ہوا تھا بہرحال زیادہ تعداد محققین کی "المسلم" کو دوسرا درجہ دیتی ہے۔ تیسرے درجہ پر "ترمذی" ہے اور "ابن ماجہ" شاید چوتھے نمبر پر ہے لیکن ان پر حتمی طور پر فیصلہ دینے کیلئے پوری طرح معلومات اکٹھی کرنے کی ضرورت ہے اور وقت بھی بہت درکار ہے لہذا میں پوری طرح تبصرہ نہیں کر سکتا اور اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

(بشکریہ ہفت روزہ النصر لندن)

دُعائے مغفرت

عزیزم مکرم عبد الخالق صاحب احمدی سرسدار نگر ضلع مراد آباد (یوپی) کا بڑا بیٹا عزیزم عبد المالک جو ۸ ماہ بعارضہ بلڈ کینسر بیمار رہ کر مورخہ ۱۶-۸۸ کو بعمر چودہ سال واصل مولائے حقیقی ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم بہت ذہین۔ پڑھائی میں ہوشیار والدین کا فرمانبردار اور اپنی اچھی عادات و اخلاق کی وجہ سے سب کو پیارا تھا۔ اس کے انتقال پُر ملال سے والدین و اقرباء کو بہت صدمہ پہنچا ہے۔ قارئین بدر سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر کی توفیق دے نعم البدل عطا فرمائے۔ اور عزیز مرحوم کو اپنی رحمت و مغفرت سے نوازے۔ آمین

خاکسار
مرزا ظہیر الدین منور احمد درویش قادیان

شاہراہ غلبہ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی اور تربیتی مساعی

میلا پالئم میں شاندار جلسہ عام

جماعت احمدیہ میلا پالئم کے زیر اہتمام مورخہ ۱۶ر جنوری ۸۸ء بروز ہفتہ رات کے آٹھ بجے تا ۱۲/۱ ۱۱ بجے نہایت وسیع پیمانے پر ایک عظیم الشان جلسہ عام بازار کے وسط میں ایک شادی خانہ کے ہال میں منعقد ہوا۔

مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج تامل ناڈو اطلاع دیتے ہیں کہ ماہ دسمبر میں تامل ناڈو کے ایک مسلم ماہنامہ "النجاۃ" کے ایڈیٹر مولوی زین العابدین صاحب نے میلا پالئم کے ایک شادی ہال میں تقریر کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کے عقائد کو توڑ موڑ کر پیش کیا اور مختلف بے بنیاد الزام تراشیاں عائد کیں۔ جن کا جواب دینے کے لئے جماعت احمدیہ میلا پالئم کے زیر اہتمام مورخہ ۱۶/۱/۸۸ کو رات ۸ بجے اسی ہال میں ایک شاندار جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جس کی بڑے بڑے وال پوسٹروں کے ذریعہ شہر میں وسیع پیمانے پر تشہیر کی گئی تھی۔

مکرم عبد القادر صاحب ایم اے صدر جماعت احمدیہ میلا پالئم کی زیر صدارت خاکسار کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ جلسہ کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے صدر جلسہ نے مولوی صاحب موصوف کی بعض کذب بیانیوں سے پردہ چاک کرکے اُن کے غلط اور جھوٹے الزامات اور غیر حقیقی باتوں کا منہ توڑ جواب دیا۔

اس کے بعد مکرم خلیل احمد صاحب (مدراس) نے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ کئے گئے ایک تبادلہ خیالات کی صحیح حقیقت بیان کی جس کو مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں توڑ مروڑ کر بیان کیا تھا۔

ازاں بعد مکرم مولوی محمد ایوب صاحب نے وفات مسیح ناصری علیہ السلام کے موضوع پر اور مکرم مولوی محمد علی صاحب نے حقیقت ختم نبوت پر اور خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر ایک ایک گھنٹہ تقریر کی۔ اس جلسہ میں شرکت کے لئے جماعت ہائے احمدیہ تونوکوڑی۔ تنکرن کوئل۔ کوٹار۔ چورن گوڑی۔ روڈرن گوڑی۔ ساتان کلم اور تنیوا کاشی سے احباب جماعت معقول تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہال احمدی اور غیر احمدی سامعین سے اوّل تا آخر بھرا ہوا تھا۔

★—— دوسرے دن بعد نماز مغرب وعشاء احمدیہ مسلم مشن میں منعقدہ تربیتی اجلاس کو مکرم عبد القادر صاحب صدر جماعت اور خاکسار نے مخاطب کیا اس کے بعد منعقدہ مجلس مذاکرہ میں احمدی اور غیر احمدی سامعین نے مختلف سوالات کئے جن کا خاکسار نے تسلی بخش جواب دیا۔

اللہ تعالےٰ ہماری حقیر کوششوں کو مفید اور نتیجہ خیز بنادے۔ آمین

امروہہ کا تبلیغی دورہ اور علماء سے تبادلہ خیالات

مکرم مولوی جلال الدین صاحب قمر فاضل معلم وقفِ جدید سانداصن تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۲/۱/۸۸ تا ۹/۱/۸۸ خاکسار نے امروہہ کا تبلیغی دورہ کیا اور زیر تبلیغ احباب سے تبادلہ خیالات کے علاوہ مورخہ ۴/۱/۸۸ کو اجرائے نبوت کے موضوع پر دو گھنٹہ تقریر کی۔ جس سے متاثر ہو کر اگلے روز مکرم مولوی نسیم احمد صاحب مدرس مدرسہ شاہی چبوترہ امروہہ کے علاوہ دو مولوی صاحبان احمدیہ مسجد میں تبادلۂ خیالات کی غرض سے تشریف لائے چنانچہ مولوی صاحب سے صبح نو بجے تا ایک بجے دوپہر تبادلۂ خیالات ہوا جس سے موصوف بہت متأثر ہوئے اور اگلے روز آنے کا وعدہ کرکے تشریف لے گئے۔ اگلے روز مولوی صاحب موصوف بعد نماز عشاء بریلوی اور دیوبندی مکتب فکر کے کثیر علماء کے ساتھ تشریف لائے۔ ان کے مشورہ سے مولوی زین الحق صاحب نائب ہیڈ مدرس مدرسہ شاہی چبوترہ امروہہ خاکسار سے گفتگو کے لئے مقرر ہوئے۔ مولوی صاحب حدیث لا نبی بعدی پیش کرتے ہوئے شور مچانے لگے کہ دیکھو آنحضرت صلعم نے خود فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں نیز اپنی تائید میں عربی گرامر اور تفسیر جلالین کا حاشیہ پیش کیا۔ اس پر جب خاکسار نے اپنے موقف کی تائید میں مختلف کتب کے حوالہ جات پیش کئے تو انہوں نے کتب دکھانے کو کہا چنانچہ موقعہ پر کتب موجود نہ ہونے کے سبب یہ مجلس اگلے روز پر ملتوی ہو گئی۔

حسبِ پروگرام مورخہ ۸/۱/۸۸ کو بعد نماز عشاء مولوی زین الحق صاحب کثیر افراد کے ساتھ تشریف لائے گفتگو شروع ہونے سے قبل مکرم لیاقت علی صاحب صدر جماعت احمدیہ امروہہ نے شرائط سنائیں۔ عوام نے ان شرائط کی تصدیق کی مگر مولوی صاحب نے انکار کر دیا چنانچہ سیکرٹری پروگرام کی اجازت سے خاکسار نے علامہ شعرانی کی کتاب الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۵ سے گفتگو شروع کی جس میں علامہ شعرانی نے نبوت کی دو قسمیں (تشریعی و غیر تشریعی) بیان کی ہیں اور الیواقیت والجواہر کے صفحہ ۳۹ کی وہ عبارت جس میں علامہ نے فرمایا ہے کہ مطلقاً نبوت بند نہیں صرف شریعت والی نبوت بند ہے پیش کی۔ تو مولوی صاحب نے اقرار کیا کہ غیر تشریعی نبوت جاری ہے۔ ایک ملاں توفیق صاحب نے کہا کہ علامہ شعرانی معتبر نہیں تھے جن کی بات مانی جائے تو خاکسار نے کہا کہ پھر ان پر کیوں کفر کا فتوٰی نہیں لگاتے جس پر سب خاموش ہو گئے۔ بعد ازاں خاکسار نے مسجد میں موجود دیوبندی علماء و طلباء سے کہا کہ مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے بھی اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ پر غیر تشریعی نبوت کے جاری ہونے کا عقیدہ پیش کیا ہے۔ آپ کا ان کے بارہ میں کیا خیال ہے تو ان سب نے نہ صرف مولانا مرحوم کی عبارت بلکہ ان کی علمی شخصیت کا بھی انکار کر دیا۔ اس طویل گفتگو و تبادلہ خیالات کے بعد عوام نے محسوس کیا کہ یہ علماء صرف اپنی مساجد و مدارس میں شیر نظر آتے ہیں۔ لیکن احمدی علماء کے سامنے سب خاموش رہتے ہیں۔

اس نا اُمیدی کی حالت میں کچھ لوگ مولوی ہاشم صاحب مراد آباد جو خاکسار کے اُستاد ہیں اور مولوی الحاج مبین صاحب شیخ الحدیث مدرسہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے پاس گئے اور کہا کہ آپ تشریف لاکر قادیانی مولوی سے گفتگو کریں۔ اوّل الذکر عالم دین مستقر پر موجود نہ تھے جبکہ موخر الذکر مولوی صاحب موصوف نے فرمایا کہ اس موضوع پر گفتگو کرنا اتنا آسان نہیں کم از کم پندرہ دن تیاری کے لئے مہلت دیں۔ یہ ان کی امروہہ کی زمین پر بہت بڑی شکست تھی کہ نامی گرامی عالم نے بروقت گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔

جب خاکسار کو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف مراد آباد سے یہاں تشریف لائے ہیں تو خاکسار چند خدام کے ہمراہ ان کے گھر گیا (واضح رہے کہ مولوی صاحب موصوف سے بھی خاکسار نے تین سال تعلیم حاصل کی ہے۔) اس موقعہ پر مولوی صاحب سے ملاں توفیق صاحب نے کہا کہ انہیں سمجھائیں یہ آپ کے شاگرد رہ کر بھی احمدی ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد بھی غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ نبوت ختم ہو گئی ہاں کمالات نبوت جاری ہیں۔ تب خاکسار نے کہا کہ کمال وصف ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ موصوف تو معدوم ہو اور وصف موجود ہو اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ خاکسار نے اپنے اُستاد کو ان کے گھر جاکر پیغام حق پہنچایا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کی ہدایت کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین

یادگیر میں تربیتی اجلاس

مکرم محمد عثمان صاحب چنگڑی یادگیر تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۱۱/۱/۸۸ کو مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد عبد الصمد صاحب احمدی قائمقام امیر جماعت احمدیہ ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مکرم محمد ابراہیم صاحب واقفِ زندگی ڈنمارک نے بحیثیت مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔ موصوف کی گلپوشی اور تلاوت کلام پاک و نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد مبلغ سلسلہ نے "تبلیغ کے شیریں ثمرات" کے عنوان پر اور مکرم نذیر احمد صاحب ہوڈر) امام الصلوٰۃ نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ مکرم ولی الدین صاحب معلم وقفِ جدید نے ترانہ پیش کیا۔ بعدہٗ مہمان خصوصی مکرم محمد ابراہیم صاحب (ڈنمارک) نے انگریزی میں اپنا تعارف کراتے ہوئے بعض ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ آپ کی تقریر کا اردو ترجمہ مکرم لیسین صاحب حیدر آبادی نے کیا۔

آخر پر محترم صدر جلسہ نے تقریر کی جس میں موصوف نے مخالفین احمدیت اور کفار مکہ کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات کا موازنہ کیا اور احباب جماعت کو پابندی نماز باجماعت کی طرف توجہ دلائی جلسہ میں نئی قائم شدہ جماعت آلور سے ۹ احمدی احباب اور مقامی ہندو دوستوں نے بھی شرکت کی آخر پر مہمان خصوصی نے دعا کرائی جلسہ کے اختتام پر مکرم سیٹھ محمد زکریا صاحب آف یادگیر کی طرف سے تمام احباب کی چائے

سے تواضع کی گئی۔

چینتہ کنٹہ اور وڈمان میں تبلیغی و تربیتی اجلاسات

مکرم مولوی صغیر احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ چینتہ کنٹہ (آندھرا) تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۱۳/۱/۸۸ کو بعد نماز عشاء مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد سہیل صاحب قائد مجلس ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم محمود احمد صاحب بابو نے عہد دہرایا اور مکرم عبدالمنان صاحب نے نظم پڑھی ازاں بعد مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدر آباد نے "خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور مکرم محمد ابراہیم صاحب لوم ہالٹ (ڈنمارک) نے بزبان انگریزی ڈنمارک میں احمدیت کے آغاز کی ایمان افروز تفاصیل بیان کیں۔ آپ کی تقریر کا اردو ترجمہ مکرم سید لیٰسین صاحب حیدر آبادی نے ساتھ کے ساتھ کیا۔ بعدہٗ خاکسار نے خدام کو حضور کے بابرکت ارشاد کی روشنی میں "داعی الی اللہ" بننے کی طرف توجہ دلائی۔ خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم سیٹھ محمد سہیل صاحب نے معزز مہمانوں کی گلپوشی کی اور مجلس کی طرف سے محترم ابراہیم صاحب لوم ہالٹ کی خدمت میں تحفہ پیش کرنے کے بعد معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ اجلاس برخواست ہوا۔

مورخہ ۱۴/۱/۸۸ کو ٹھیک ۱۰½ بجے صبح مکرم سیٹھ محمد سہیل صاحب قائد مجلس چینتہ کنٹہ کی زیر صدارت اسی نوع کا ایک جلسہ مسجد احمدیہ وڈمان میں منعقد ہوا۔ جس میں مکرم طاہر احمد صاحب معلم وقفِ جدید کی تلاوت اور مکرم محمد اعظم صاحب کی نظم خوانی کے بعد خاکسار نے تعارفی تقریر کی ازاں بعد مکرم محمد ابراہیم صاحب لوم ہالٹ نے ڈنمارک میں اسلام کی سرگرمیوں کا تفصیلی ذکر کیا۔ موصوف کی تقریر کا اردو ترجمہ مکرم سید لیٰسین صاحب حیدر آبادی نے پیش کیا۔ بعدہٗ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کے عنوان پر تقریر کی۔ آخر پر مکرم بشیر الدین صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس موقعہ پر چینتہ کنٹہ کے خدام نے تبلیغی جماعت کے ایک وفد کو جماعتی لٹریچر بھی دیا۔

مضافات رانچی کا تبلیغی دورہ

مکرم مولوی نذر الاسلام صاحب مبلغ سلسلہ مقیم سملیہ رانچی (بہار) تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۱۳/۱/۸۸ کو رانچی کے مضافات کا تبلیغی دورہ کر کے متعدد اہم شخصیتوں کو پیغام حق پہنچایا گیا اور مکرم اظہار احمد صاحب زعیم اعلیٰ دیوبندی جماعت کے ساتھ قریباً دو گھنٹے تک تبادلہ خیالات کر کے انہیں احمدیت سے متعارف کروایا گیا۔ خوشی کی بات ہے کہ موصوف نے گفتگو کے آخر میں جلسہ سالانہ قادیان پر آنے کا وعدہ بھی کیا۔ خدا تعالیٰ موصوف کو شناخت حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانڈھن ضلع آگرہ میں تربیتی اجلاسات

مکرم مولوی جلال الدین صاحب قمر معلم وقفِ جدید سانڈھن رقمطراز ہیں کہ مورخہ ۱۴/۱/۸۸ کو احمدیہ دار التبلیغ میں زیر صدارت مکرم چوہدری برکت اللہ صاحب سیکرٹری امور عامہ مجلس انصار اللہ کا پہلا تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مکرم صغیر احمد صاحب رانا کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم ماسٹر ریاض احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سانڈھن نے "انصار اللہ کی عمومی ذمہ داریاں" کے عنوان پر اور مکرم چوہدری برکت اللہ صاحب نے تحریک "دعوت الی اللہ اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اجتماعی دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اسی طرح مورخہ ۱۵/۱/۸۸ کو بعد نماز عشاء مسجد احمدیہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کا پہلا تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم شرافت علی صاحب قائد مجلس منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن پاک کے بعد خاکسار نے خدام کو ان کی ذمہ داریوں اور تبلیغ کے اہم فریضہ کی انجام دہی کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ اجلاس برخواست ہوا۔

درخواستِ دُعا

مکرم طارق احمد رشید صاحب مقیم مغربی جرمنی اپنے والدین، ہمشیرہ اور خود کی صحت، سلامتی، پریشانیوں کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(ادارہ)

تبلیغی و تربیتی دورہ صوبہ اڑیسہ

احباب جماعت صوبہ اڑیسہ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ ۱۵ فروری ۱۹۸۸ء سے مبلغین کرام کا ایک وفد صوبہ اڑیسہ کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ شروع کرے گا۔ اس وفد میں مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سرینگر، مکرم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب مبلغ بھوبنیشور اور مکرم مولوی مطلوب احمد صاحب خورشید مبلغ بھدرک شامل ہوں گے۔ اور مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز امیر وفد ہوں گے۔ پروگرام حسب ذیل ہے۔ احباب کرام اس پروگرام کے مطابق اپنی اپنی جماعتوں میں تبلیغی و تربیتی جلسوں کا انتظام کریں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تاریخ	دن	جماعت
۱۵ ۲/۸۸	سوموار	سورو (دو یوم)
۱۶-۱۷ ۲/۸۸	منگل - بدھوار	بھدرک
۱۸ ۲/۸۸	جمعرات	تاراکوٹ
۱۹ ۲/۸۸	جمعہ	ہلدی پدا
۲۰-۲۱ ۲/۸۸	ہفتہ، اتوار	سونگھڑہ (دو یوم)
۲۲ ۲/۸۸	سوموار	کیندراپاڑہ
۲۳ ۲/۸۸	منگلوار	کٹک
۲۴ ۲/۸۸	بدھوار	کوٹ پلہ
۲۵ ۲/۸۸	جمعرات	پنکال
۲۶-۲۷ ۲/۸۸	جمعہ - ہفتہ	کرڈاپلی (دو یوم)
۲۸ ۲/۸۸	اتوار	کٹک واپسی
۲۹ ۲/۸۸	سوموار	بھوبنیشور
۱-۲ ۳/۸۸	منگل - بدھ	دانیکاگوڑا
۳ ۳/۸۸	جمعرات	نرگاؤں
۴-۵-۶ ۳/۸۸	جمعہ - ہفتہ - اتوار	کیرنگ (تین یوم)
۷ ۳/۸۸	واپسی روانگی وفد	

زعمائے کرام مجالس انصار اللہ بھارت کیلئے

ضروری اعلان

"شانِ خاتم الانبیاءؐ" سیرت النبیؐ سیریز کے رسالے شمارہ ۱ تا ۱۲ تمام مجالس کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ مہربانی کر کے ان رسالوں کی قیمت وصول کر کے جلد ارسال فرماویں۔

۲۔ اگر آپ کے پاس یہ رسالے زائد ہیں اور فروخت نہ ہوئے ہوں تو مہربانی کر کے دفتر مرکزیہ میں واپس ارسال کر کے مشکور فرمائیں۔ (۳):- "دینی معلومات کا بنیادی نصاب" جو انصار اللہ کے دینی امتحان میں بطور نصاب شامل ہے۔ اپنی مجلس کے اراکین کی تعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے حسب ضرورت دفتر مرکزیہ سے منگوالیں قیمت فی نسخہ ۶/ روپے ڈاک خرچ علیحدہ ہے۔ سیرۃ النبیؐ سیریز اور دینی نصاب کی رقم دفتر محاسب میں امانت "قیمت کتب انصار اللہ" کے نام سے ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ سلسلہ کو بتاریخ ۳۰/۹/۸۷ دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس نام "محمد شریف کوثر" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم محمد شریف صاحب گجراتی درویش مرحوم کا پوتا اور مکرم مہر عبد الغنی صاحب مرحوم ساکن بھدرواہ کا نواسہ ہے۔ قارئین سے عزیز کے نیک، صالح و خادم دین ہونے اور درازیٔ عمر و بلندیٔ اقبال کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ادارہ)

پروگرام دورہ مکرم مینیجر صاحب اخبار بدر

(برائے صوبہ یوپی۔ بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ)

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۵/۲/۸۸	کلکتہ	۲	۷	۹/۳/۸۸
دہلی	۶	۳	۹	موسی بنی مائنز	۹	۳	۱۲
علیگڈھ	۹	۱	۱۰	جمشید پور	۱۲	۲	۱۴
امروہہ	۱۰	۲	۱۲	راؤرکیلا	۱۴	۲	۱۶
بریلی	۱۲	۱	۱۳	کٹک	۱۶	۲	۱۸
شاہجہانپور	۱۳	۲	۱۵	بھوبنیشور	۱۸	۲	۲۰
لکھنؤ	۱۵	۳	۱۸	کیرنگ	۲۰	۳	۲۳
کانپور	۱۸	۳	۲۱	سونگھڑہ	۲۳	۲	۲۵
بنارس	۲۲	۱	۲۳	کٹک	۲۵	۱	۲۶
پٹنہ	۲۳	۲	۲۵	کرڈا پچی بنگال	۲۶	۳	۲۹
بھاگلپور۔ سبہ پورہ	۲۵	۲	۲۷	بھدرک	۲۹	۲	۳۱
خانپور ملکی مونگھیر	۲۷	۲	۲۹	سونگھڑہ	۳۱/۳/۸۸	۲	۲/۴/۸۸
بھاگلپور	۲۹	۱	۱/۳/۸۸	قادیان	۵/۴/۸۸	-	-

درخواستہائے دعا

٭ محترمہ ذکیہ انور صاحبہ قادیان اپنے بہنوئی مکرم ڈاکٹر سید احمد حسن صاحب، ہمشیرہ عزیزہ شہناز احمد سلمہا مقیم نیوجرسی (امریکہ) اور اُن کے بچوں کی صحت و سلامتی، پریشانیوں کے ازالہ اور نیک مقاصد میں کامیابی نیز اپنے دیور عزیز محمد اکرم خان سلمہٗ مقیم فرینکفورٹ (مغربی جرمنی) کو باعزت روزگار ملنے اور عزیز کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ٭ گراہیں مقیم ہمارے مخلص نو احمدی بھائی مکرم غضنفر حسین خان صاحب کی طبیعت کچھ عرصہ سے ناساز ہے۔ اسی طرح مکرم افضل خان صاحب لودھی ساکن ہبلی کی اہلیہ محترمہ یٰسین بی صاحبہ بھی جسمانی دردوں اور ضعف کے باعث پریشان ہیں۔ ہر دو مریضان کی کامل و عاجل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے نیز مکرم حضرت صاحب منڈاسکر صدر جماعت ہبلی کے داماد مکرم ایم نثار احمد صاحب اور اُن کے اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے ٭ محترم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال آمد قادیان اپنے داماد مکرم ڈاکٹر عبد السمیع صاحب آف حیدر آباد اور اُن کے اہل و عیال کی صحت و عافیت، درازیٔ عمر، نیک و خادم دین بننے اور کاروبار میں خیر و برکت کے لئے، مکرم منیر احمد صاحب جج بشیر آف پونہ کی بچی کی کامل و عاجل شفایابی اور موصوف کی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے نیز خود اپنی اور اپنے بچوں کی صحت و سلامتی، دینی و دنیوی ترقیات اور مشکلات و پریشانیوں کے ازالہ کے لئے ٭ مکرم سید ظہیر الدین محمود احمد صاحب بریلی اپنے بیٹے عزیز مصطفےٰ احمد سلمہٗ کی فرسٹ گریڈ سیکنڈ کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

منجانب:۔ ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD

PHONE:- 275475
RESI:- 273903
CALCUTTA-700073.

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE:- 279203

CARDBOARD BOX MFG CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ٭ جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

راچوری الیکٹریکلز (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO. OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6, GROUND FLOOR, OLD CHAKALA

OPP. CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST)

BOMBAY- 400099

PHONE {OFFICE:- 6348179
RESI:- 6293389.

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی سے معمور کرو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

آٹو ونگس

AUTOWINGS.

13. SANTHOME HIGH ROAD

MADRAS. 600004.

PHONE {76360
74350

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لاویں۔

الرّؤف جیولرز

۱۶۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری۔ شمالی ناظم آباد۔ کراچی

(فون نمبر:۔ 617096)

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے}

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ } کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:- شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:- 294

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"

(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محتاج دعاء:- اقبال احمد جاوید مع برادران، جے این روڈ لائنز اینڈ جے۔ این۔ انٹرپرائسز۔

NO-75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J.C. ROAD, BANGALORE-560002.
PHONE:- 228666

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو، ٹی وی، اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

(کشتی نوح)

H. MOOSA RAZA SAHEB & SONS.
6. ALBERT VICTOR ROAD. FORT.
GRAM:- MOOSARAZA
PHONE:- 605558
BANGALORE-560002

پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے!
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders
WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS
SHOE MARKET, NAYAPUL HYDERABAD-500002
PHONE No. 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۱)

فون نمبر ۴۲۹۲۴　　ٹیلیگرام "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:- گیٹ والو، بولٹ، پمپ، بورنگ، سینیٹری اور ہاؤس ہولڈ وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۴-۳-۱۴/۲/۴ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن۔ حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"چھوٹی کا مذہب جڑ نہیں پکڑتا اور نہ عمر پاتا ہے!"

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۵)

NIR®

CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں:- آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!